لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

جلد ٥

کلکته: چهار شنبه ۹ ذیقعده ۱۳۳۲ هجري
Calcutta : Wednesday September 30, 1914.

نمبر ۱۴

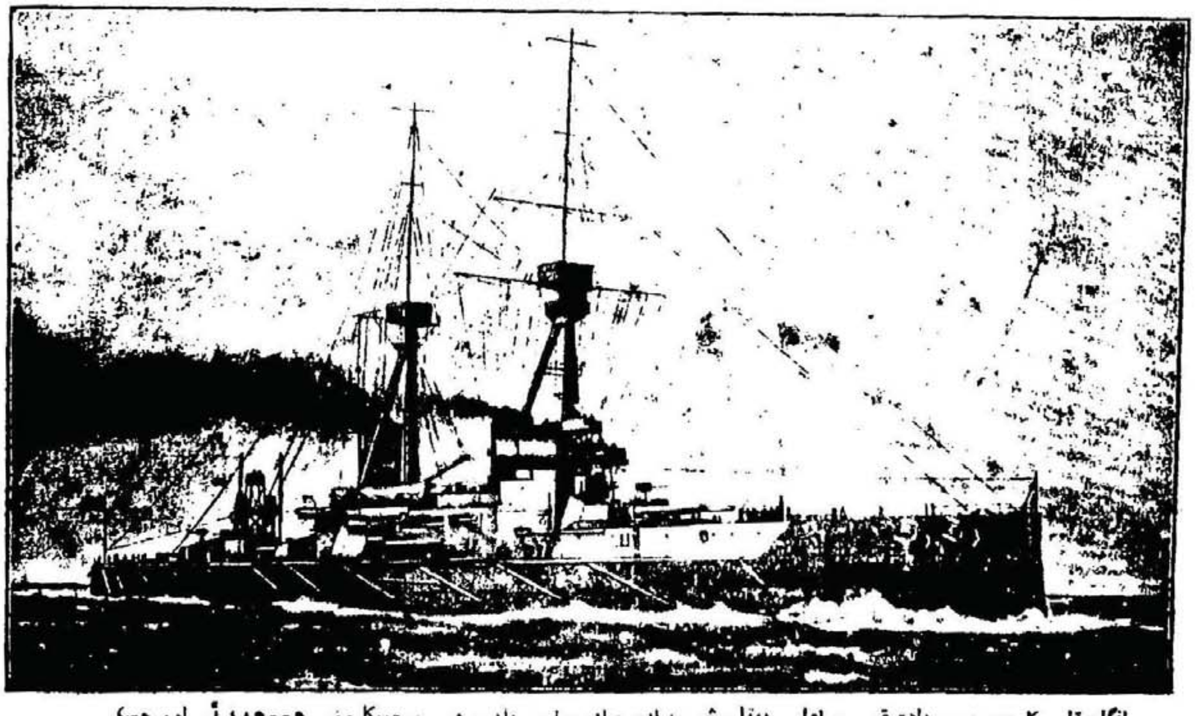

انگلستان کا سب سے زیادہ قوي و اعلی بیٹل شپ: ایچ - ایم - ایس بلیرو فون - جسکا وزن ۱۸۵۰۰ ٹن اور جسکي توپیں ۱۰ × ۱۲ - اور ۱۶ × ۴ انچ کی هیں -

قیمت فی پرچه — چار آنه

رجال عظیمه جنگ هفت لشکر! وزراء ممالک و نظارت هاے خارجیه!

ڈاکٹر وان بیتهه مین:
جرمن چانسلر

قیصر جرمن میدان جنگ میں

ایم - سازا نوف ناظر خارجیه:
روس

جرمن سفیر اعظم متعیدۂ لندن -
نظارت جنگ سے جا رہا ہے!

فیلڈ مارشل سر جان فرنچ سپه سالار
افواج بریۂ برطانیه

لارڈ کچنر نظارت حربیه کا عہدہ قبول
کرکے دفتر جنگ جا رہے ہیں

ارچ ڈیوک فریڈرک کمانڈر اسٹریا

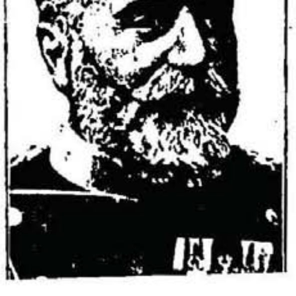

جنرل .... ریۂ روس

زعماء حرب هفت لشکر! و ملوک مقاتلین و محاربین هفت کشور!

پریسیدنت جمهوریهٔ فرانس

هز امپیریل مجستي شاه برطانیه و قیصر هند
امیر البحر اول مراتب بحریهٔ برطانیه

شهنشاه: قیصر جرمنی

شاه سرویا

پرنس آف ویلز (ولي عهد برطانیه)

زار روس

شاه بلجیم

شاه ایتلي

شهنشاه استریا

مناظر عمومیہ اساطیل بحر شمال ! نہر عظیم الصنعۃ "کیل" !

برطاني تباہ کن (ڈسٹرائر) : سربفت - وزن ۱۸۰۵ - ٹن - ۴ - انچ کي تارپیڈوسے مسلح

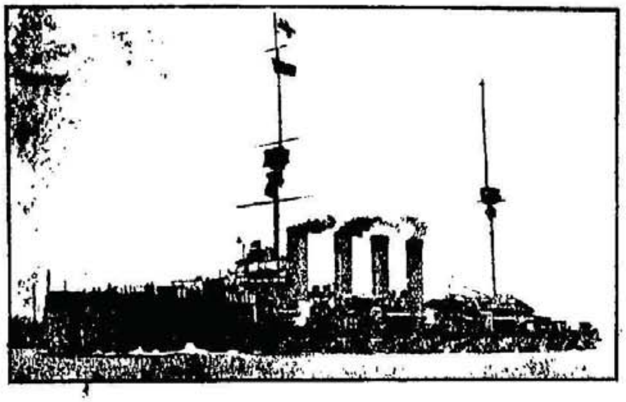

بحر شمال کا مشہور برطاني کروزر : مینٹور - وزن ۶۰۰ و ۱۴ ٹن

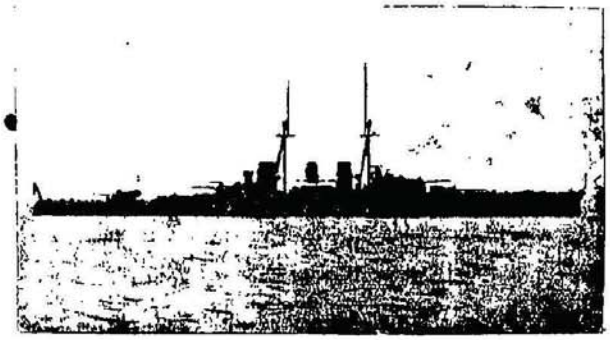

جاپان کا قوي ترین ڈریڈ ناٹ : ٹوکیو

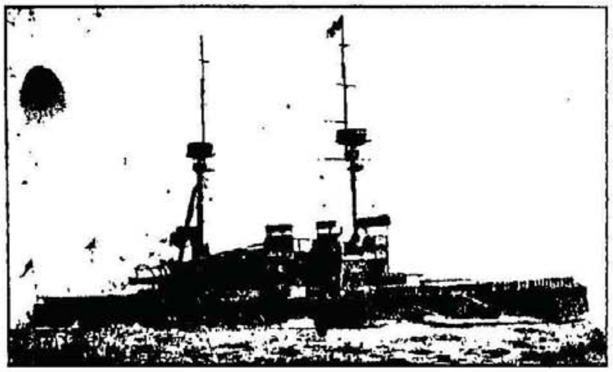

مشہور و عظیم برطاني بیٹل شپ : لارڈ نیلسن - وزن ۱۶۵۰۰ - ٹن

نہرکیل (جرمني) کا ایک نظارہ ! قیصر جرمني مع اپنے اسٹاف کے بائیں جانب کھڑا ہے اور انگریزي جہاز کي سلامی لے رہا ہے جو تہنیت کیلیے جنگ سے کچھہ عرصہ پہلے گیا تھا !

مراکب عظیمہ بحریہ المان و برطانیہ ! منتہاء قوائے بحریہ فریقین !

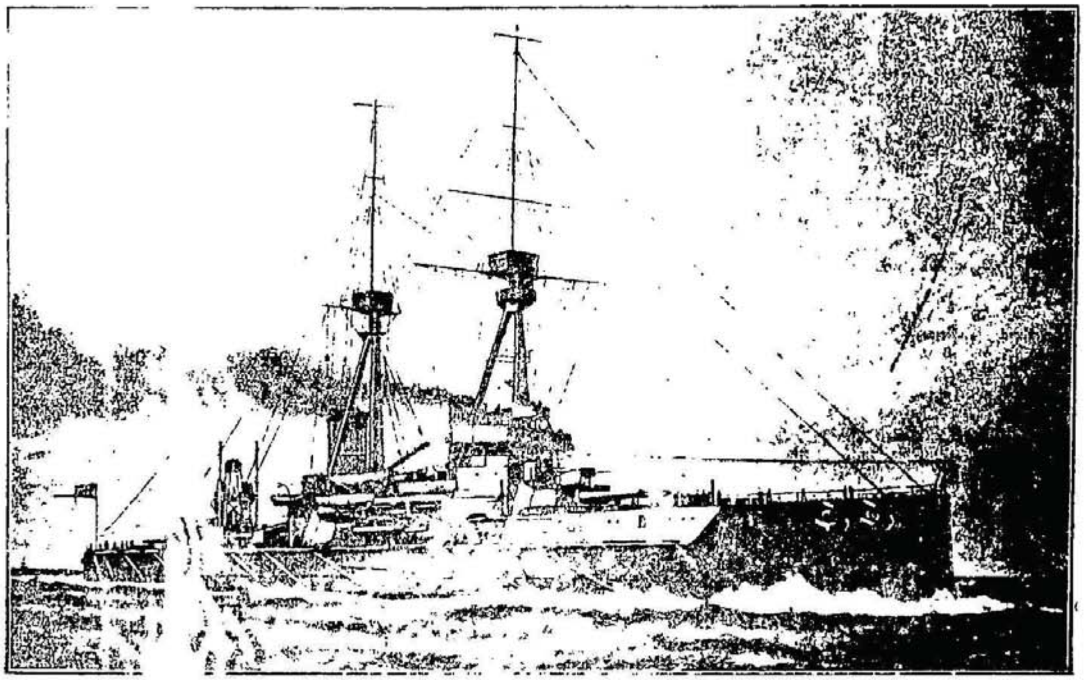

انگلستان کا سب سے زیادہ قوی و اعلی بیٹل شپ : ایچ - ایم - ایس ایلمرووں - جسکا وزن ۱۸۶۰۰ ٹن اور جسکی
توپیں ۱۰ × ۱۲ - اور ۱۶ × ۴ انچ کی ہیں -

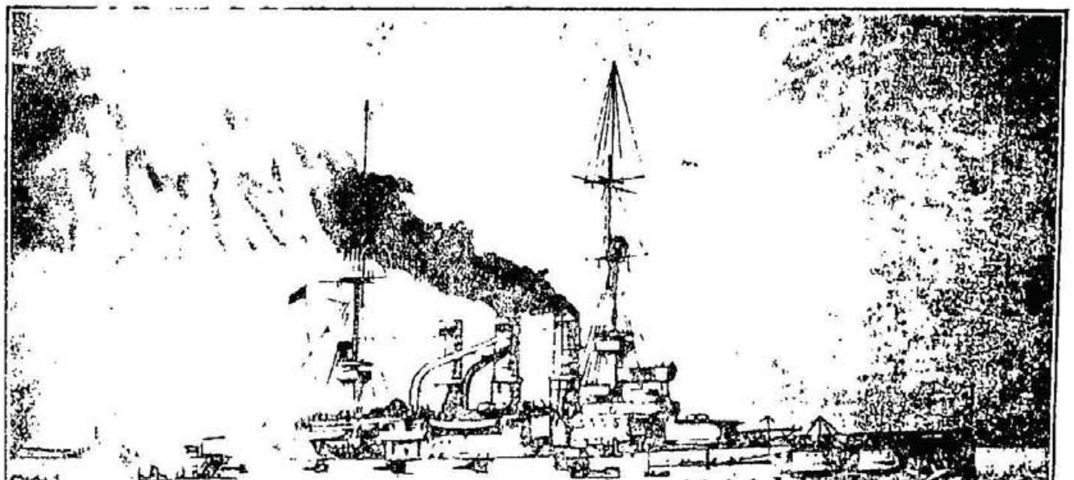

جرمنی کا سب سے زیادہ بڑی اور آخری بیٹل شپ : عالسیدس جسکا وزن ۲۲۲۰۰ ٹن ہے
(توپوں کی مقدار اور قوت و رفتار معلوم [illegible])

Tel. Address: "Alhilal," Calcutta
Telephone No. 648

AL-HILAL.

Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14, McLeod Street,
CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly " Rs. 6-12

الہلال

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۱۲ — روپیہ
ششماہی — ۶ — ۱۲ — آنہ

نمبر ۱۴ — کلکتہ: چہار شنبہ ۹ - ذیقعدہ ۱۳۳۲ ھجري — جلد ۵
Calcutta : Wednesday, September, 30. 1914.

ہفتۂ جنگ

رداغ و وصل جدا گانہ لذتے دارد
ہزار بار برو، صد ہزار بار بیا !

فرانس کے میدان جنگ کے نئے تغیرات کی اولین اطلاع ہمیں ۷ - ستمبر کو ملی گئی تھی - تمام دنیا نے حیرت و تعجب سے سنا کہ جرمنی پیرس کي طرف مزید پیش قدمی کرنے کي جگہ پیچھے ہٹ رہي ہے -

في الحقیقت یہ ایک عجیب منظر تھا - فوجوں کا ایک پر جوش سیلاب عین نشیب کے کنارے تک پہنچکر پھر پلٹ پڑا - میجر ... کے لفظوں میں "اگر یہ مصلحت جنگي تھی تو قوۃ جنگي و ضبط عسکري کي ایک ایسی واقعی اور حقیقي مصلحت جسکي نظیر تاریخ جنگ میں نہیں ملیگی"

یہ امر اب روز بروز واضح تر ہوتا جاتا ہے کہ جرمن فوج کي مراجعت محض کسی قریبي استحکام اور ایندہ کے تحفظ کیلیے تھي' نہ کہ کسي خارجي قتل و حرکت کیلیے - اگر یہ سچ ہے تو اس فوج کے ضبط و تحمل اور حقیقی مصلحت فرمائی کا اعتراف کرنا چاھیے' جو اپنے دل پر اسقدر قابو رکھتی ہے کہ منزل مقصود کو بالکل سامنے دیکھکر بھی پیچھے ہٹ سکتی ہے !

ہم نے گذشتہ اشاعت میں ۲۳ تک کي تار برقیوں پر نظر ڈالی تھي اور اس کا خلاصہ پیش کیا تھا - جرمنی کی مراجعت جسقدر ثابت ہوئی تھی' وہ صرف اسقدر تھی کہ اسنے پیرس سے قریبی مقامات کا آخري خط چھوڑ دیا جو نان ٹیرل اور اوارمیرس ہوتے ہوے ورڈن کے جنوب تک پھیلا ہوا تھا' اور دریاے اسنی کے کنارہ سوایسنس سے نایون اور لیون تک کے دو رویہ شکل مثلث میں مقیم ہوگئي -

اس امر کا قطعي ثبوت کہ جرمن افواج واپس نہیں ہو رہی ہیں بلکہ محض اپنے مصالح کي بنا پر ایک خط پیچھے ہٹ الي ہیں' یہ تھا کہ پچھلے ہفتے یکے بعد دیگرے جرمن فوج کي مورچہ بندي' استقرار جنگی' اور حملہ آورانہ رویہ کی برابر خبریں آتي رہیں - اور انسے بغیر کسی کاوش کے یہ امر واضح ہوتا تھا کہ قافلہ کوچ نہیں کررہا ہے بلکہ ایک منزل ٹہکر پھر آگے بڑھنا چاہتا ہے :

یعنی آگے بڑھینگے دم لیکر !

اس دفتے یہ حالت اور زیادہ واضح و بین ہوگئي ہے - سرکاری اطلاعات میں صاف صاف دشمن کے حملہ آورانہ اقدامات کا اظہار کیا گیا ہے - عجب نہیں کہ فضاے جنگ پر انقلاب موسم کی یہ پہلي بدلي ہو !

۲۵ - کي شام تک خبروں میں عموماً ایسے مقابلوں کا ذکر کیا گیا تھا جنمیں دشمن کے اقدام کو واپسی پر مجبور کیا گیا - یا اطلاع دی گئی تھی کہ حالت غیر متغیر ہے -

لیکن ۲۶ - سے خبروں کے رجحان میں ایک محسوس تغیر شروع ہوا اور جرمن کے ہیبت ناک حملے نمایاں ہوے - چنانچہ ایک پریس کمیونک شائع ہوا کہ "مشرق میں دشمن کا نہایت ہیبتناک حملہ جاري ہے - بعض مقامات پر کبھی ہم پیچھے ہٹے کبھي دشمن"

اس مساویانہ اقدام و ادبار کے بعد جرمنوں کی شکست کی بھی چند خبریں شائع ہوئیں' لیکن کامیابی کے اظہار میں اسقدر غیر معمولي اور شک آمیز احتیاط سے کام لیا گیا تھا کہ کسي قطعی نتیجہ تک پہنچنا محال تھا - مثلاً "دشمن کے جوابی حملوں کے پسپا کرنے سے ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم فتحمند ہوے"

اسکے بعد متحدہ افواج کے "پیروني" پر قابض ہونے اور شمال مغرب کي طرف "کسي قدر" بڑھجانے کي خبر آئي -

لیکن ۲۷ - کو تغیر حالت کا ایک قدم اور آگے بڑھا اور سرکاري طور پر مشتہر ہوا کہ "جرمن میمنہ کو لوران اور قلب سے مزید کمک پہنچ گئي ہے"

ایک دوسرا پریس کمیونک ہم تک پہنچا جس نے دریاے میوز کے بلند مقامات پر جنگ کي خبر دي - نیز یہ کہ "شمال مغرب میں دشمن کي تعداد ہم سے بہت زیادہ تھي - ایک خوفناک اور خونخوار جنگ ہوئي - کمک پہنچ جانے سے دشمن نے نہایت طاقتور حملہ آورانہ اقدام کیا' اور ہم اپني جگہ سے کسیقدر پیچھے ہٹا دیے گئے"

۲۸ - کو اس تدریجي تغیر حالت کا تیسرا قدم ہمارے سامنے آیا' اور فرانسیسي کمیونک میں نقل کیا گیا کہ "دشمن نے دریاے میوز کو عبور کرلیا ہے تاہم ہمارے حملوں نے بھی بہتوں کو مراجعت پر مجبور کیا' نیز چودھویں جرمن دستہ کو شکست ہوئي ہے"

غرضکہ تمام خبروں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمن فوج برابر حملے کررہي ہے - نہ کہ مراجعانہ مدافعت - نئي کمک اسے پہنچ گئي ہے' اور غالباً وہ اب کوئي اسطرح کا قوي اقدام کرے جس سے اسکا موجودہ مقصد جنگ بالکل واضح ہو جاے - فانی اراہ قریباً ان تجدہ بعیدا -

(بحری نقصان عظیم)

اس هفته ایک هی حادثه کے اندر یکسر تین انگریزی کروزروں کے تباه هونے کی بهی خبر دی گئی هے جو برطانوی بیڑه کیلیے فی الحقیقت ایک نقصان عظیم هے -

یه تباه شده جهاز کریسی ' ابوکر اور هوگ تهے جن میں سے هر ایک ۱۲ هزار ٹن وزنی تها - بحیره شمالی میں پانچ جرمن تحت البحر کشتیوں نے تارپیڈو لگاکر انهیں تباه کیا - بیان کیا جاتا هے که ایک هفته قبل اس مقام کی دیکهه بهال کی جاچکی تهی - پہلے ابوکر پر حمله هوا تها - اسکے آدمیوں کو بچانے کیلیے کریسی اور هوگ نے کوشش کی - اس کوشش میں دشمن کو مزید مهلت ملی اور وه بهی تباه هوگئے -

اس حادثه کا سب سے زیاده هولناک پہلو یه هے که جهازوں کے ساتهه به یک دفعه دو هزار انسانوں کا بهی نقصان هوا جو برطانی بیڑه کیلیے بهت هی افسوسناک هے -

جو لوگ بچکر آے هیں وه امید کرتے هیں که سرجان جلیکو اب جرمنوں کو تادیب کردینگے اور پهر ایسی بحری ٹریجڈی واقع نهوگی !

بحــر هنـــد

جنگی حوادث کے سلسلے میں هندوستان کے ساحلوں کا بهی زیر جولاں آجانا ایک ایسا تعجب انگیز واقعه هے جسکی بالکل امید نه تهی - یه بالٹک اور بحر شمال نهیں هے جهاں بحری کارزار گرم هے - یه خلیج بنگال اور بحر هند هے ' جسکے کنارے صرف دشمن کی ناکامیابیوں کے سننے هی کیلیے تهے' نه که انکو دیکهنے کیلیے ! لیکن افسوس که " ایمڈن " کے حوادث نے ایک نئے باب کا اضافه کردیا هے اور یکے بعد دیگرے اسکا بیباکانه تاخت و تاراج جاری هے -

وه پچهلے هفتے مدراس پر گوله باری کرکے پانڈی چری گیا ' مگر بغیر کسی حادثے کے آگے بڑهگیا - اب کولمبو سے خبر آئی هے که ایمڈن نے بحر هند کے مغربی ساحل کی طرف چار انگریزی جهاز اور ڈبا دیے هیں جن میں صیغۂ بحریه کا رسل بردار جهاز (کوئلے کا جهاز) بهی شامل هے !

عشق ازیں بسیار کردست و کند !

ایمڈن نے خلیج بنگال میں پہلے پانچ جهاز غرق کیے - پهر ایک جهاز کے ڈبانے کی رنگون سے خبر ملی - اب چار جهاز اور غرق هوے هیں - کل دس جهاز ابتک وه غرق کر چکا هے - مدراس کی گوله باری اور خلیج بنگال کی تجارتی نقل و حرکت کے نقصانات جان و مال اسکے علاوه هیں - بنگال چیمبر اف کامرس نے صرف خلیج بنگال کے جهازی نقصانات کا انداز ۷۵۶۶۰۰ پونڈ کیا هے ' اور ظاهر کرتی هے که ایک عرصه کیلیے تجارتی نقل و حرکت مسدود هوگئی هے -

سب سے زیاده موثر اور قابل غور ایمڈن کا وه طرز عمل هے جس سے زیاده شریف تر سلوک کوئی دشمن جهاز اپنے حریف ممالک کے ساتهه نهیں کرسکتا - خلیج بنگال میں اسنے دیپتا جهاز کو صرف اسلیے چهوڑ دیا که اسپر عورت اور بچے تهے - پهر اسمیں غرق شده جهازوں کے تمام آدمیوں کو سوار کراکے بحفاظت کلکته بهیجدیا - اسیطرح رنگون میں " ڈورے " کے ذریعه تباه شده جهازوں کے آدمی پهنچادیے گئے - اس نئے حادثه میں بهی اسکا طرز عمل ایسا هی رها اور اسنے کسی انسان کو نقصان نهیں پهنچایا - ایک اسٹیمر گریفویل نامی کو گرفتار کرکے اسپر چاروں جهازوں کے آدمی سوار کرادیے اور اسکو کولمبو بهیج دیا -

هر حادثه کی عینی روداد سنانے کیلیے وه ایک گروه کو خود هی اندرون بحر سے روانه کردیا کرتا هے !

بهر حال ایمڈن خواه کتنا هی شریف دشمن هو ' لیکن هم اس خطرناک شریف کی اخلاقی نمایش سے عاجز آگئے هیں اور امید کرتے هیں که گورنمنٹ آف انڈیا نے جن تین جهازوں کی حرکت کا اعلان کیا هے وه عنقریب اپنے وجود کو نمایاں کرینگے :

هم از غالب حریفی هاے حسن ست
که یک عالم حریف کودکے نیست !

برطانی افواج کے متعلق ایک عجیب خبر !

(اسکی تغلیط ' اور لندن ٹائمز اور گورنمنٹ کا سرگرم مباحثه)

ولایت کی آئی ڈاک میں ایک عجیب مباحثے کی تفصیلی سرگذشت آئی هے جو آج صبح کو کلکته پهنچی -

اس سے معلوم هوتا هے که ۳۱ - اگست کو لنڈن ٹائمز نے اپنے نامه نگار جنگ کا ایک مراسله پایا جسکا خلاصه یه تها که " فرانس میں انگریزی فوج عملاً نابود هوگئی هے " اسکی ابتدا میں لکها تها که " یه ایک غمناک داستان هے جو میں لکهه رها هوں - کاش خدا ایسا کرتا که مجهے نه لکهنا پڑتا ' لیکن افسوس که اب چهپانے کا وقت نهیں رها "

اسکے بعد اس نے انگریزی فوج کی ' آواره گردی ' شکسته اور ٹوٹی پهوٹی حالت کا ذکر کیا تها ' اور لکها تها که " ان ٹکروں میں سے بعض کے افسر تو تقریباً سب کے سب کام آگئے "

نیز لکها تها که " جرمنی کی پہلی کوشش کامیاب هوئی - انگریزی مهم کا خوفناک نقصان هوا " وغیره وغیره -

ٹائمز نے یه مراسله مسٹر ولیم اسمتهه افسر احتساب اخبار کے پاس بهیجدیا - انهوں نے اسمیں جا بجا تبدیلی اور اضافه کرکے واپس کیا اور اپنے خط میں لکها : " افسوس هے که هم نے آپکو بجنسه چهاپنے کی اجازت نه دی ' مگر همارے لیے یه امر قابل لحاظ تها که موجوده حالت پبلک میں لاے جانے کے قابل نهیں هے - هم نے اپنے اختیار سے بهت کم اسمیں تبدیلی کی هے ' کیونکه همارے خیال میں سچائی سے بالکل منهه موڑ لینا بهی مناسب نهیں "

ٹائمز نے ترمیم شده مراسله چهاپدیا ' لیکن اسکی اشاعت سے تمام لنڈن اور اسکے مضافات میں ایک اضطراب عام پهیل گیا اور صدها آدمی پریشان هوکر حالات تفتیش کرنے لگے -

لیکن لارڈ کچنر نے معاً اس مراسله کی با قاعده تردید کی اور اسکے تمام بیانات کو بالکل فرضی بتلایا ' اور کها که یه ایک افسوسناک غلط بیانی کا جرم هے -

اسکے بعد هاوس آف کامنس میں یه مسئله چهڑا اور مسٹر ایسکویتهه نے افسوس کیا که " انگریزی پریس کی بلند یا یه حب الوطنی کے سلسلے میں ٹائمز کی یه حرکت ایک افسوسناک استثنا هے "

پهر دوباره ایک نهایت طول و طویل اور سرگرم مباحثه شروع هوا - مسٹر اسمتهه کو الزام دیا گیا که انهوں نے کیوں اس مراسلے کی اشاعت کی اجازت دیدی ؟ مسٹر اسمتهه نے جواب میں کها که اسکی اشاعت کی میں پوری ذمه داری لیتا هوں - بهتر هے که گورنمنٹ ذمه دار نامه نگاروں کو انکے معاذ میں جانے دے -

لیکن ساتهه هی لنڈن ٹائمز کو اپنے مراسله نگار کی صداقت پر اصرار رها - اسنے لکها که " وه ایک قابل اور تجربه کار نامه نگار کا مراسله هے ' اور اسکی نسبت ذرا بهی خوف نهیں کیا جاسکتا که وه غلط افواهوں کے فریب میں آجائیگا "

بهر حال نظارت جنگ نے اس مراسله کی تکذیب هے ' اور خود لارڈ کچنر کی رپورٹ بهی اسکے ساتهه آگئی هے -

افسوس که اس هفته بالکل گنجایش نهیں هے اور یه داستان بهت هی طویل هے - لیکن آینده نمبر میں هم بغیر کسی حذف و اضافه کے اس سرگذشت کا مکمل ترجمه درج کردینگے -

افکار و حوادث

سر دلبراں !!

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ نہ دیکھہ ! اس نے آنکھیں بند کرلیں - پھر کہا نہ سن ! اُس نے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں - پھر کہا نہ سونگھہ ! اس نے ناک کے دونوں نتھنے بند کردیے - آخر میں کہا نہ سمجھہ !

غلام نے کہا یہ ممکن نہیں - آنکھوں کو بند کر سکتا ہوں - کانوں میں انگلیاں ڈال سکتا ہوں - لیکن دماغ کو کیسے بند کروں ؟

سچ یہ ہے کہ جرمنی کچھہ بھی نہیں کر سکتی - یہ دوسری بات ہے کہ اس کا ایک چھوٹا سا جنگی جہاز اتفاقاً ہندوستان تک آ گیا اور چند جہاز غرق کرکے ہندوستان کی تجارت کو ۲۵ گولے پھینک کر پبلک کے اطمینان اور مسئلۂ تحفظ ہند کو کچھہ عرصے کے لیے متزلزل کردیا - اگر آپ کہیں کہ یہی کیا کم نقصان ہے تو ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ جنگ تو نقصان ہی کا نام ہے - اس سے کیا ہوتا ہے !

جنگ پر پورے آٹھہ ہفتے گذر گئے - اس دو ماہ کی مدت میں جرمنی نے لیا بھی اور دیا بھی - اس نے زمین لی یا مٹی اور اینٹ کی دیواریں جو بہرحال فانی ہیں ' لیکن اس کے حریفوں نے اخلاق و محاسن ' صبر و تحمل ' اور مصالح و دانشمندی کی سر زمینوں پر قبضہ کیا جنکے لیے کبھی فنا نہیں -

جرمنی اپنی سرحد سے نکلکر برابر بڑھتی رہی اور متحدہ افواج نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک برابر ہٹتی ہی آئے - تا آنکہ ۷ - ستمبر کو نیا تغیر شروع ہوا - اس بڑھنے اور ہٹنے کی ہر منزل پر مقابلے ہوے ' اور بڑے بڑے ہولناک معرکوں کے بعد بڑھنے والوں نے سامنے کا اور ہٹنے والوں نے مصلحتاً عقب کا راستہ لیا - یہ سب سچ ہے ' اور اس سے بھی ہمیں انکار نہیں کہ ظاہر بیں نظریں ہمیشہ بڑھنے کو طاقت اور ہٹنے کو ذلت سمجھتی ہیں - لیکن ساتھہ ہی اسکو بھی تو دیکھنا چاہیے کہ یہ تمام حوادث کس عالم میں گذرتے رہے ؟

حالت یہ تھی کہ متحدہ افواج کمال حزم و احتیاط ' و دقائق جنگ ' و رموز فن و تجارب کو ملحوظ رکھکے اپنا خط دفاع بناتیں اور دلیرانہ دشمن کے بڑھنے کا انتظار کرتیں - کچھہ عرصے کے بعد جرمن افواج پہنچتیں اور معرکۂ ہجوم و دفاع گرم ہوتا - پھر ناعاقبت اندیش جرمن تو صرف بڑھنے اور اپنی راہ نکالنے کی حماقت ہی میں رہتے ' مگر متحدہ افواج پیچھے ہٹنے کے پر اسرار مصالح کو عقلمندانہ پالیتیں ' اور دشمنوں کو انکی بیہودہ حماقت میں مشغول چھوڑ کے دانشمندوں کی طرح عقب کا رخ کرتیں - اسکے بعد سر مصلحت سے بیخبر دشمن اس جگہہ پر قابض ہو جاتا اور بے وقوفوں کی طرح خوش ہوتا ' مگر یہ بھول جاتا کہ اس نے اس دس بیس میل زمین پر قبضہ اُس وقت پایا ہے جب متحدہ افواج شاندار طریقے سے پیچھے ہٹکر ' اور سرد طبعی ' عاقبت بینی ' مصلحت فرمائی ' اور حفظ جان و مال کے عظیم الشان اخلاقی کارنامے انجام دیکر فوجی مناقب کی کتنی ہی اقلیموں پر قبضہ کر چکی ہیں ؟

اس تمام عرصے میں جرمنی نے ایک میل زمین بھی ایسی حاصل نہیں کی ہے جسپر ان کے قابض ہونے سے پہلے کسی سر زمین فضائل و محاسن پر ہٹنے والے قابض نہ ہوچکے ہوں - پس جرمنی کی پیش قدمیوں سے ہیبت زدہ ہو جانے والوں کو سوچنا چاہیے کہ فتح پہلے کس نے پائی اور قبضہ پہلے کس کا ہوا ؟

مانا کہ اب اتنے دنوں کے بعد جرمنی نے بھی اس بھید کو سمجھا کہ فتح عقلمندوں کی طرح پیچھے ہٹنے میں ہے نہ کہ بے وقوفوں کی طرح آگے بڑھنے میں ' اور اس نے بھی پیرس کے سامنے پہنچکر اسکی تقلید کرنی چاہی ' مگر :

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند !

دیکھا دیکھی تقلید کرنا بھی ہر شخص کا کام نہیں ہے - بھلا اس بیہودہ رجعت میں متحدہ افواج کے تقہقر کا وہ جاہ و جلال کہاں ؟ کہاں وہ عدیم النظیر سرد طبعی (coolness) اور کہاں ان شعلہ مزاجوں کی آتش مزاجی ؟

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؟

وہ شاندار طریقہ سے ہٹنا ' وہ باوجود ارضی تقہقر کے اخلاقی فتحمندی کی نمایش کرنا ' وہ " بغیر کسی معقول نقصان " کے اپنے خطوط دفاع دشمن کے حوالے کرنا ' وہ باوجود جنگی ولولوں اور غضب و انتقام کے استیلا کے عفو و درگذر کے سر رشتۂ ملکوتیت کو ہاتھوں سے ندینا ' اور بالاخر خونریزی سے دست کش ہوکر نکل چلنا !! پھر جرمنی کس کس بات کی تقلید کریگی اور کس کس وصف کو سامنے لائیگی ؟ محض چند میل پیچھے ہٹ جانیکی مصنوعی عقلمندی سے جرمنی فرانس نہیں بن جا سکتی -

یہ تقلید نہیں ہے - منہہ چڑانا ہے - متحدہ افواج نے نامور کے عقب سے لیکر پیرس تک پانچ چھہ مرتبہ اپنے ان کمالات مخصوصہ کی نمایش کی - پھر اگر جرمنی کو بھی انکے مقابلے کا دعوا ہے تو زیادہ نہیں ' استقامت کے ساتھہ ایک ہی مرتبہ یہ اداے کمال دنیا کو دکھلادے ؟ سو دو سو میل تو بہت ہوتے ہیں ' اسکے لیے بڑی ہمت اور بڑا دل گردہ چاہیے - اقلاً بیس پچیس میل تک تو اسی طرح ہٹے اور مصلحت و اخلاق کا ثبوت دے ؟

لیکن بالاخر دنیا نے دیکھہ لیا کہ پہلے ہی قدم پر ٹھوکر کھائی :

طفل نادانم و اول سبق ست !

جرمنی کس فخر و غرور کے ساتھہ متحدہ افواج کی ریس کرنے چلی تھی ' اور پیرس کے سامنے پہنچکر دکھلانا چاہا تھا کہ مجھے بھی " پیچھے ہٹنا " آتا ہے - لیکن اس فخر و ادعا کا نتیجہ کیا نکلا ؟ اس نے اپنے کتنے مقامات چھوڑے ؟ کتنے میل پیچھے ہٹی ؟ کتنے قلعوں ' کتنی آبادیوں ' کتنے شہروں کو خالی کیا ؟ واقعات کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور کل کو تاریخ لکھی جائیگی - دنیا دیکھہ رہی ہے کہ وہ کچھہ بھی نہ کرسکی - اس سے ایک بڑا مستحکم مقام بھی عقلمندانہ چھوڑا نہ گیا - صرف اپنے آخری خط ہجوم کو چھوڑ کر نان ٹیرل اور ورلو میوبس سے سرا سنس چاپ آلی ' اور دریاے اسنی کے کنارے اُسی دا عاقبت اندیشی کے ساتھہ جم گئی جس نے اسے پیرس تک پہنچادیا تھا - پھر کیا صرف اتنی ہی قابلیت تقہقر و مراجعت پر وہ متحدہ افواج کا مقابلہ کرنے چلی تھی ؟

اسے یاد رکھنا چاہیے تھا کہ یہ میدان جنگ ہے - ان اخباروں کا بازار نہیں ہے جو جرمنی سے بنکر ہندوستان آتے ہیں اور جو اب گورنمنٹ ہند کی صحت پروری سے خود یہیں بنا کرینگے - وہ ایک ایسی جماعت کی " مصلحت فرمائی " کی نقالی کرنے چلی تھی ' جس نے فنون جنگ اور اسرار مصلحت کے سامنے پورے خطۂ یاجوج کی کوئی حقیقت نہ سمجھی - اسے بھولنا نہ تھا کہ میرے سامنے ان لوگوں کی تقلید

کرنے کی عظیم الشان آزمایش ہے : جنھوں نے لیژ کے ۱۲ - قلعوں کی پروا نہ کی ' برسلز چھوڑ دیا ' نامور کے ۹ - قلعوں کو وقعت نہ دی ' مونس سے پیچھے ہٹ آے ' کیمبرے بھی انکے لیے دامنگیر مصلحت نہوسکا ' دریاے سوام کی لہروں کی فضا بھی انہیں نہ ٹہرا سکی ! لافیرے کا ساحل بھی ایک طلوع و غروب سے زیادہ انہیں نہ روک سکا ' کمپیگن اور ریم و وردن کا استحکام بھی انکے استحکام مصلحت پر غالب نہ آیا ' بالاخر پیرس سے بھی فروتر اور کولو میوس اور ریٹری سے بھی آگے انہوں نے قیام کیا ' اور اس طرح اپنی جنگی قابلیت اور مصلحت بینی کی ایک بے نظیر یادگار اوراق تاریخ پر ثبت کردی !

ان مصالح مراجعت کے ایک ایسے عظیم الشان ' متواتر ' غیر منقطع ' عالم و ثابت ' اور مستمر العراکۃ سلسلۂ کمالی کا مقابلہ (جسکی نظیر فوجوں کی تاریخ مراجعت میں شاید ہی ملسکے) صرف انہی لوگوں کو زیب دیسکتا ہے جو اولاً اس زنجیر تقہقر کی بے شمار کڑیوں میں سے ایک دو کڑیاں تو خود بھی ڈھال سکیں ؟ یہ کیا کہ ایکبھی ہی منزل پیچھے ہٹ کر قدم ہمت نے جواب دیدیا اور پھر وہی .. آگے بڑھنے کا سوداے آشفتہ مسلط ہو گیا !

اصل یہ ہے کہ بڑی بڑی توپوں سے کام لینا اور فوجوں کے جنگل کو پھیلا دینا دوسری چیز ہے ' اور عقل و مصالح سے کام لینا اور پھیلے ہوے سر رشتہ ہاے امید کو یکایک سمیٹ لینا دوسرا مقام ہے - جرمنی قلعوں کو مسخر کرنا جانتی ہے ' لیکن جوش و ہیجان کی تسخیر کا راز اسے معلوم نہیں - صبر و تحمل کے یہ معنی ہیں کہ جب مصلحت دیکھی تو بڑے سے بڑے اور مستحکم سے مستحکم مقام کو منٹوں اور لمحوں میں چھوڑ دیا - ایسے لوگوں کی تقلید وہ قوم کیا کر سکے گی جسکی بے صبری کا یہ حال تھا کہ ابھی ایک مقام پر اچھی طرح دم بھی نہیں لیا کہ دوسرے کا رخ کیا ؟

مرد ایں رہ را نشانے دیگر ست !

حادثۂ کلکتہ

(جہاز کوما گاٹا - اسلحۂ ناریہ کا شدید و مہلک استعمال)

کلکتہ سے بیس میل کے فاصلہ پر ایک ساحلی مقام " بج بج " ہے جہاں بعض اسٹیمر لگاے جاتے ہیں - مشہور جہاز کوما گاٹا کے سکھہ مسافر (جو کنیڈا گئے تھے) ایک اسٹیمر میں سوار کراکے ۲۹ کو یہاں لاے گئے - لیکن جب ان سے کہا گیا کہ وہ اسپیشل ٹرین میں سوار ہوکے سیدھے پنجاب روانہ ہو جائیں تو انہوں نے انکار کیا ' اور کلکتہ کی طرف پیدل روانہ ہو گئے -

چند میل بڑھے تھے کہ مسلح پولیس نے انہیں روکا اور وہ بج بج واپس آ گئے - لیکن اسٹیشن کے اندر یکایک بر افروختگی پیدا ہوئی ' اور پستول اور دو تلواروں سے انہوں نے پولیس پر حملہ کردیا - فوج ریلوے سڑک کے جنگلے کے حائل ہونیکی وجہ سے بیخبر تھی -

سرجن میجر ایسٹ وڈ کی پیٹھہ میں گولی لگی - سر فریڈرک ہالیڈے کمشنر پولیس کلکتہ کا پاؤں زخمی ہوا - مسٹر پیٹربا کے بازو اور پاؤں دونوں زخمی ہوگئے - مسٹر ہمفریز کا زخم شدید بیان کیا جاتا ہے - اسسٹنٹ ٹریفک سپرنٹنڈنٹ ریلوے کے بھی نہایت مہلک زخم لگے - کئی پولیس سرجنوں کے سر بری طرح زخمی ہوچکے ہیں -

مجبوراً فوج نے فائر کیا ' مگر اسپر بھی وہ باز نہ آے اور کئی بار یورش کی - بالاخر ۱۶ - آدمی انکے ہلاک ہوگئے اور دو تماشائی مقتول - گرفتاری جاری ہے - اس وقت تک ۳۲ گرفتار ہوچکے ہیں - باقی اطراف میں پھیلے ہوے ہیں - گورنمنٹ بنگال سخت متاسف ہے کہ

الہلال

۹ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری

تاریخ ہند میں اولین بحری حملۃ کا اقدام

عجیب و غریب امتحان !!

ہے ایک خلق کا خوں اشک خونفشاں پہ میرے
سکھلائی طرز آپ دامن اٹھا کے آنے کسی !

— * —

فرانس کا مشہور انقلابی فیلسوف " روسو " کہتا ہے :

" انسانی اخلاق کی پیمایش کا اصلی پیمانہ جنگ کے ہاتھہ میں ہے اور اسی کی پیمائش ٹھیک بھی ہوتی ہے "

یہ بالکل سچ ہے - کیونکہ جنگ کے زمانے میں ہمارے سامنے دوست نہیں ہوتے جنکے لیے ہمارے ملکوتی خصائل میں حرکت ہوتی ہے اور ہم فرشتوں اور قدسیوں کی طرح نیک اور مہربان بن جاتے ہیں - بلکہ دشمن ہوتے ہیں جنکے تصور میں غیظ و غضب اور ہیجان و انتقام کے سوا کچھہ نہیں ہوتا ' اور غصہ کا شیطان ہمارے تمام ملکوتی امیال و عواطف کو یکسر قتل کر ڈالتا ہے - اس وقت دنیا کے سامنے ہم بے پردہ آجاتے ہیں اور وہ ٹھیک ٹھیک جانچ سکتی ہے کہ ہمارے چہرۂ اخلاق کے اصلی خال و خط کیا ہیں ؟

انسانیت کا اصلی مقام یہی ہے - دوستوں کے ساتھہ جنگل کے درندے بھی انصاف کرسکتے ہیں ' لیکن دشمنوں کے ساتھہ صرف انسانیۃ ہی عدل کرتی ہے - اگر ہمارا انصاف صرف اپنے دوستوں کے لیے ہے تو ہم اس کتے سے کچھہ بھی افضل نہیں ہیں ' جو روٹی کا ٹکڑا پھینکنے والے انسان کے قدموں پر لوٹتا مگر بلی پر ہمیشہ حملہ کرتا ہے - اسی لیے مسیح نے کہا : " اگر تم اپنے پیار کرنے والوں سے پیار کرتے ہو تو تمہارے لیے کیا اجر "

اگرچہ بد قسمتی سے دنیا کا حال ہمیشہ اس تعلیم سے مختلف رہا ہے اور تاریخ اور مشاہدہ بتلاتا ہے کہ انسان نے اخلاق کی تمام حقیقتوں کو ہمیشہ دوستوں ہی کے لیے تسلیم کیا ہے نہ کہ سب کے لیے - تاہم دنیا میں ہمیشہ ایسے راستباز انسان بھی رہے ہیں جنھوں نے تلواروں کے نیچے اپنے اخلاق و عدالۃ کا ثبوت دیا ہے ' اور اپنے قاتلوں اور حریفوں کی خوبیوں کا دوستوں سے بڑھکر خیر مقدم کیا ہے -

کتنے واقعات تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں جن میں ایک شجاع انسان نے اپنے دشمن کی شجاعت کی داد دی اور اسکی گری ہوئی تلوار خود اٹھاکر اسکے کمر میں باندھدی - عرب جاہلیۃ میں اس شخص سے بڑھکر اور کوئی کمینہ اور سفیہ نہیں سمجھا جاتا تھا ' جو اپنے دشمن کی شجاعت اور مردانگی کے داد دینے میں

سخت دشمنوں کے ساتھہ جیسا انصاف کیا ہے ' اگر صرف ایک عہد هي کے واقعات جمع کیے جالیں تو مستقل مقالات مرتب هو جالیں - هندوستان میں راجپوتوں کي تاریخي شجاعت و مردانگي کے ساتھہ انکا یہ اخلاقي وصف بهي هر عهد میں اسدرجه نمایاں رها هے که آج سر زمین هند کے ایک ایک ذرے کو انپر ناز هے - قرون وسطی میں فرانس اور جرمني وغیرہ کے نالتّس اپنے حریفوں کي شجاعت کي داد اس جوش و اعتراف کے ساتھہ دیتے تے که انکا عزیز سے عزیز تر رفیق بهي اس سے زیادہ نہیں کرسکتا تها !

یہ دنیا کے اُس عہد کے واقعات هیں جسکا شمار تاریخ نے گذری هوے وحشت و تاریکي میں کیا هے اور جبکه علم و تمدن کي اس روشني سے انسان محروم تها جسکا پورا آفتاب آج هر متمدن انسان کے دماغ میں درخشاں هے - لیکن اب که دنیا آگے بڑهگئي هے ' اور جبکه علم و تمدن نے انسان کو اسکے انتہائی مراتب کمال تک پہنچا دیا هے تو اسکا کیا حال هے ؟

هم سردست اسکا جواب نہیں دینگے - کیونکه عالمگیر جنگ نے اس امتحانگاہ کا میدان هر حصه عالم میں گرم کردیا هے ' اور دنیا کي تمام بڑي سے بڑي اور متمدن سے متمدن قومیں جنگ کے بهڑکتے هوے شعلوں کي روشني میں اپنے اپنے چہرا اخلاق و خصائل کو نمایاں کر رهي هیں ' پس کلیات کے استخراج کیلیے همیں انتظار کرنا چاهیے تاکه جزئیات کا کافي ذخیرہ جمع هو جاے - تاهم هم خود کوشش کرینگے که اس اخلاقي حقیقت کو نه بهولیں ' اور اسے سامنے رکهکر اپنے سب سے زیادہ قریبي دشمن کے ساتھہ انصاف کریں -

جرمني فرانس میں لڑ رها هے - اسٹریا ایڈریا ٹک کے کنارے دشمن سے سرگرم پیکار هے - روس گلیشیا کے اندر ایک ایک لاکهه انسانوں کو مچهلیوں کي طرح ایک هي مرتبه جال میں مقید کر رها هے ' مگر یہ سب هم سے اسقدر دور هیں که هم انهیں اپنی آنکهوں سے نہیں دیکهه سکتے ' اور جو آنکهیں همیں دیکهنے کیلیے دي گئی هیں افسوس که وہ روشن نہیں هیں - البته حسن اتفاق سے دشمن کا ایک چہرہ خود بخود همارے سامنے آ گیا هے اور هم سے اسقدر قریب هے که هم اپنے گهر کي چهت پر سے اسکے ایک ایک خال و خط کو دیکهه سکتے هیں - یہ عجیب و غریب " ایمڈن " هے جو ناگہاں هندوستان کے سمندروں میں پہنچا اور ساحل کے بڑے بڑے شہروں کے سامنے نمودار هوا - اب همکو تیس هزار میل کے فاصلے سے دیکهنے کی چنداں احتیاج نه رهی ' کیونکه جسکو دیکهنا چاهتے تے ' وہ تمام درمیاني مسافت طے کرکے خود هی همارے پاس آ گیا هے - پس اب هم دیکهینگے ' اور خواہ وہ کوئی هو اور کچهه هي کر رها هو ' لیکن اسکے ساتھہ انصاف کرینگے -

تاریخ همیں یاد رکهیگي اور اس سے بڑهکر اور کوئي ناکامی همارے لیے نہیں هوسکتی که همیں شریف منصف کی جگه متعصب ' تنگ دل ' اور سفیہ انصاف کش کے لقب سے یاد کیا جاے .

هاں ' یہ سچ هے که ایمڈن هماري جانب دوستوں کی طرح نہیں بلکه دشمنی کیلیے آیا - اس نے جہاز ڈبو دیے ' گولہ باری کی ' جان اور مال دونوں کا نقصان پہنچایا - تاهم اخلاقی حقائق دوستی و دشمنی کی سطح سے بلند تر هیں ' اور سچائی اور انصاف صرف دوستوں هي کا حق نہیں هے - اس نے دشمنی کرتے هوے بهي اپني شرافت کي بہت سي یادگاریں همارے لیے چهوڑی هیں اور جنگ کے عفریت کے استیلا سے همیں بالکل پاگل نه هو جانا چاهیے - اس نے سمندر کي موجوں کے اندر هماري جانوں کو باوجود قدرت کے هلاک نہیں کیا - هم کم سے کم اتنا تو کریں که کاغذ کے صفحوں پر اسکے حق اخلاقي کو هلاک نه کریں اور جسطرح اس نے اپنے تئیں یاد رکهے جانے کیلیے چهوڑ دیا هے ' هم بهي اپنے انصاف کو یادگار چهوڑیں !

(اولین بحري حمله)

سب سے پہلے تو همارا اخلاقي فرض هے که نہایت کشادہ دلي کے ساتھہ اس شخص کي جانفروشی اور شجاعت کا اعتراف کریں جس نے اس مہلک دلیري کے ساتھہ اپنے تئیں هندوستان کے سمندروں میں ڈالدیا هے ' حالانکه انکا کوئي گوشه اسکا دوست نہیں هے - وہ ایک وسیع مملکت هے جسکے تمام ساحلی شہر باقاعدہ آبادی رکهتے هیں ' اور اسکي حکومت کا رعب و داب کوئي چهپا هوا راز نہیں هے - ایک ایسے ملک میں تن تنہا اپنی چند توپوں اور گولوں کو لیکر داخل هوجانا اور چهپنے کی جگه هر موقعه پر قاهرانه نمایش کرنا ' انساني دلیری اور اولوالعزمي کا ایک ایسا یادگار واقعه هے ' جو گو همارے دشمن هي سے هوا هو مگر هم ایسے انصاف کش نہیں هو سکتے که اسکي عظمت سے انکار کردیں !

اسٹیٹسمین لکهتا هے که انسانوں کے بچانے اور انکے ساتھہ بہتر سلوک کرنے میں ایمڈن نے جو شرافت برتي هے ' وہ ایسي هے که اگر جنگ کا زمانه نہوتا تو هم اسکے لیے دعا کر سکتے تے - لیکن هم کہتے هیں که هندوستان پر دریا کي جانب سے اولین حریفانه اقدام کیلیے تن تنہا بڑهکر جو یادگار اثر ایمڈن نے دنیا پر ڈالا ' وہ ایک ایسا واقعه هے که اگر جنگ کا عہد نہوتا تو هم سب اسکي اولوالعزمي کي تعریف میں ترانه سنجي کرتے !

هندوستان کی جغرافیائی شکل اس طرح کی واقع هوئی هے که اسکے تینوں جانب سمندر هے اور صرف ایک جانب یعنے جانب شمال پہاڑوں کے درے اور چند کوهستاني راستے هیں جنهوں نے هندوستان کو ایران ' وسط ایشیا ' تبت ' اور چین و کاشغر تک سے ملادیا هے -

دنیا کا پچهلا دور بحري نه تها - فوجي قوتیں صرف زمین کي سطح تک محدود تهیں - اسلیے هندوستان کے بحري ساحل حمله آوروں کي طرف سے همیشه محفوظ رهے ' اور سکندر اعظم کے بعد سے احمد شاہ ابدالي تک جسقدر حملے هوے ' سب کے سب اسي شمالي دروازے سے هوے - ڈچ اور فرانسیسی ' اور آخر میں انگریزي جہاز اگرچه دریا کے راستے آے ' لیکن وہ فوجي حمله نه تها بلکه تاجروں اور سیاحوں کا ورود تها - اگرچه بالآخر فوجي استیلا پر اسکا خاتمه هوا -

پس تاریخ هند میں وہ چند گولے جو خلیج بنگال اور ساحل مدراس پر پهینکے گئے ' اس لحاظ سے نہایت هي عجیب و غریب هیں که انمیں بحري حملے کا ایک ایسا اقدام پایا جاتا هے جو بر اعظم هند میں کبهي بهي نہیں هوا - مدراس کے ۲۵ گولوں نے " اولین بحري حملے " کي جگه اپنے لیے تاریخ کے اوراق میں نکال لي هے !

گذشته خبروں سے معلوم هوتا هے که ایمڈن جرمني کے مشرقي بیڑہ کا کروزر هے اور چین میں تها - گذشته ۲ - سپتمبر کو اسکے ڈوبنے کي بهي خبر دي گئي تهي - ایسي حالت میں همارے لیے کچهه مشکل نہیں که اس عجیب و غریب بحري اقدام کا خط سفر متعین کر سکیں -

فرض کیجیے که وہ بحر پاسفک کے لق و دق صحراے آبي میں گم هوگیا تها ' اور اب وہ هندوستان کی طرف قدم زن هوا هے - اس صورت میں وہ غالباً جزائر " فیلي پائن " سے هوتے هوے جنوبي بحر چین میں آیا هوگا ' اور کو چین وغیرہ قریبي چیني سواحل کے محاذ سے گذر کر خلیج سیام کے دهانے پر پہنچا هوگا - اب اسکے سامنے مشرقي هند کے جزائر هونگے جن میں ؟؛ شہر سینگا پور هے - اور دهني جانب ڈچ مقبوضات جاوا وغیرہ هونگے ؟؛ حسب ضرورت ان مقامات پر ٹهہرا هوگا اور اگر کوئله وغیرہ کی ضرورت هوئي هوگي کسي بندرگاہ سے لیا هوگا - پهر وہ آگے بڑها ' اور سینگا پور سے اس بحري شاخ میں داخل هوا جسکي ایک جانب پینانگ اور دوسري جانب سماٹرا هے - اور اس سے نکلتے هي بحر هند میں نمودار هوگیا -

اب اسکے دهني جانب رنگون و برما ' اور نقشۂ هند کا وہ مشرقي حصہ تها جو قینچي کي دو شاخوں کي طرح دونوں جانب چلا گیا هے اور درمیان کا خلا خلیج بنگال هے - اگر وہ بائیں جانب جاتا تو مدراس اور اس سے شمال تو کولمبو تها ' مگر وہ کلکتہ کي طرف بڑها اور معاً اپني توپونکا دهانہ کهولکر هر سامنے آ جانے والے جهاز کو گرفتار کرنا شروع کردیا - حتی کہ دهانۂ دریاے هوگلي کے سامنے پہنچ گیا ' جسکے معني ٹهیک کلکتہ میں آجانے کے تهے - کیونکہ بحر ي پولیس ' خبررساني ' رهنمائي ' اور فوجي جهازوں کي قطاریں همیشہ وهاں موجود رهتي هیں -

اسکے بعد وہ رنگون کي طرف روانہ هوا مگر راہ میں ارادہ بدلدیا اور بائیں جانب مدراس چلا گیا - وهاں گولہ باري کي اور پهر کولمبو کو بائیں چهوڑتے هوئے پانڈیچري کے سامنے نمودار هوا -

یہ معلوم نہیں کہ اگر وہ پاسفک میں تها تو اس کے کس حصے میں اس کا حیات بعد الممات هوا ؟ اسلیے مقدار مسافت کا یقین مشکل هے - تاهم فلي پائن سے شمار کیا جاسکتا هے - منیلا سے پینانگ تک ۱۷۰۰ - میل هے - پینانگ سے پوري (جس کے جگناتهہ مندر کے منارے گرفتاران ایمڈن نے دیکهے تهے) ٹهیک ۱۰۰۰ - میل هے - پس فیلي پائن سے وسط خلیج بنگال تک دو هزار سات سو میل کي بحري مسافت اس بحري حملے میں طے کي گئي - جزائر شرقیہ سے اندرون بحر چین تک کي مسافت اس کے علاوہ هے -

اب غور کیجیے کہ ان توضیحات سے کیا نتائج سامنے آتے هیں ؟

(۱) چین میں جاپاني قوۃ بحري دنیا کي ایک بہت بڑي مسلمہ قوت هے - کیا چوا کے بعد هی برٹش چائنا کے مقبوضات اور بندر هینگ کانگ هے - تاهم ایمڈن محفوظ رها -

(۲) تاریخ هند میں بحري حملے کے نظائر ناپید هیں - مگر ایمڈن نے سب سے پہلے اسکے بحري خطوط کي طرف حملہ آورانہ توجہ کي حالانکہ (حسب تصریحات رسمیہ) وہ تن تنہا تها - تیسرے درجہ کا کروزر هے - محض ۱ + ۴ - کي توپیں رکهتا هے ' اور هندوستان کے استحکامات صد سالہ کا غلغلۂ و طنطنہ تمام عالم میں بلند هوچکا هے - تاهم اس کي دلیري کا هیجان مصالح پر غالب آیا !

(۳) جزائر فیلي پائن پر امریکن حکومت هے - کیا وہ اس کے ساحلوں پر نمودار هوا تها ؟

(۴) سینگا پور انگریزي حکومت میں هے - ظن غالب هے کہ وهاں ایمڈن کي خبر ملگئي هوگي ' لیکن مسلم کروزر خواہ کتنا هی چهوٹا هو ' هندوستاني ساحلوں میں هر جگهہ لا علاج هے - اگرچہ بحر شمال میں نهو -

(۵) جاوا وغیرہ ڈچ حکومت کے ماتحت هیں - کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ جرمن جهازوں کے ساتهہ تسامح اور درگذر کرتے هوں ؟ وهاں کے ساحلوں سے اسے ضروري مطلوبات بهی ملي هونگي -

(۶) بحر چین سے داخلي حد صرف ڈهائي هزار میل کے فاصلہ پر هے جسے جنگي جهاز بآساني ایک هفتہ کے اندر طے کرسکتا هے - اور جاپان ابتک کیاچوا پر قابض نہوسکا

(۷) ایمڈن کا ایمان حیرت انگیز جرات و شجاعت ' فدائي جانفروشي ' بے باکی و بے جگري کے علاوہ هندوستان کے بحر [illegible] کے متعلق ایسي صحیح ' ایسي باریک ' ایسی جچی تلی [illegible] ایسی بے خطا معلومات رکهتا هے ؟ بے تار کي خبر رساني کے [illegible] پر اسکے نظر رهي - بحري خطوط کے ساحلوں سے هشیار [illegible] نہیں گیا کیونکہ وهاں خطرات تهے - مدراس گیا جهاں [illegible] - وہ اپنے تمام کام ایسی لڑکوں کي طرح انجام دیتا [illegible] کا تمام حال معلوم هے !

فلسفه

الحـــــرب

(اسباب و موثرات ' نتائج و عواقب ' علل و علائق)

(۱)

الهـــلال میں آج ایک نئے باب کا بعنوان " فلسفہ " افتتاح کیا جاتا هے -

اس باب کي خصوصیت یہ هوگي کہ اسکے تحت میں جسقدر مضامین شائع هونگے ' انهیں هر طرح کے مذهبي معتقدات و آرا سے الگ رکها جائیگا ' اور کوشش کي جائیگي کہ محور فکر و نظر صرف فلسفۂ و اجتماع هو -

ضمناً یہ امر بهي پیش نظر رهیگا کہ اجتماعي و فلسفي مباحث کیلیے ایک نئے طرز بیان و انشاء کا نمونہ پیش کیا جاے - بہت سے لوگوں کا خیال هے کہ فلسفیانہ مضامین وهي هوسکتے هیں ' جنکي عبارت نہایت روکهي پهیکي اور بے مزہ هو - اگر ایسا نہیں هے تو اسے فلسفیانہ استدلال و نظر سے بالکل خالي سمجهنا چاهیے - مگر همارے خیال میں یہ قلمي پست همتي کم از کم ان لوگوں کے لیے تو جائز نہیں رکهی جاسکتي جنهیں خدا تعالی نے اپنے هر طرح کے افکار کو بہتر لفظوں اور موثر فصاحت کیساتهہ بیان کرنے کي قدرت دیدي هے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - اور اسپر بلاغت قرآني کے درس و افادہ سے فیضان بیان کا ایک ایسا دروازہ کهول دیا هے کہ دقیق سے دقیق خشک مطالب کو بهی وہ حسن و عشق کي دلچسپ داستان بنادیسکتے هیں -

آں نیست کہ صحراے سخن جادہ ندارد
واژوں روش کم نظاري را چہ کند کس ؟

آج جنگ اور اسکے اطراف و نتائج پر ایک صحبت فلسفي و اجتماعي کا سلسلہ شروع کرتے هیں - اس هفتہ تمہید نظر سے گذر لے - آیندہ اصل مطالب شروع هونگے -

---

انسان فطرۃ مادہ پرست هے ' اسلیے مادي چیزوں کو اپنا حقیقي سرمایہ سمجهتا هے -

لیکن مادیات کا آب و رنگ اوسکو اور بهی مسحور بنا دیتا هے - زمین کے اندر سونا ' پہاڑ کے اندر لعل ' سمندر کے اندر موتي ' انسان کا قیمتي خزانہ هیں ' لیکن سونا جب ڈهل کر سکہ کي صورت اختیار کر لیتا هے ' لعل جب پہاڑ سے نکل کر تاج شاهي میں اپني چمک دمک دکهاتا هے ' موتي جب کسي حسین گردن کے هار میں جگہ پاکر اپنے اوج قسمت پر ناز کرتا هے ' تو وہ چهرۂ کائنات کا آب و رنگ اور عالم مادیات کا چشم و چراغ بنجاتا هے ! '

زمانۂ جنگ میں دنیا سرگرم فغاں نظر آتي هے ' انسانیت ماتم گیري میں مبتلا هو جاتي هے ' همدردي مرثیہ خواني کرتي پهرتي هے ' رحمدلي کا نوحہ دلگداز دلوں کو پاني پاني کردیتا هے -

لیکن جب سوال کیا جاتا هے کہ یہ نالہ و فغاں ' یہ نوحہ و ماتم ' یہ مرثیۂ و سوز و گداز ' کس متاع عزیز کے گم شدگي پر هے ؟ تو بہتم

هوے خون کا ایک سیلاب' تڑپتي هوئي لاشوں کا ایک ڈهیر' کٹے هوے سروں کا ایک تودہ' دکها دیا جاتا هے جنکو حوادث زمانہ نے اسلیے ایک جگہ جمع کردیا هے کہ ٹهوکر لگانے کیلیے اسي قسم کا ناهموار نشیب و فراز موزوں هے !

لیکن چشم حقیقت اس پر حسرت نظارہ پر اشکبار نہیں هوسکتي- وہ جذبات سے بالکل خالي هے' اسلیے بڑي سنگدل اور بڑي هي بے رحم هے- وہ صرف جلد کے بیروني چرکوں هي پر آنسو نہیں بہاتی بلکہ اندر کا ناسور دیکهنا چاهتي هے - یہ سچ هے کہ خون کا یہ سیلاب' لاشوں کا یہ ڈهیر' سروں کا یہ تودہ' نہایت بیدردي کے ساتهہ ٹهکرا دیا گیا هے' لیکن اصلی سوال یہ هے کہ انسان نے اس گراں قیمت خون' اس سڈول جسم' اور اس مغرور سر کو کیوں هر شخص کے روندنے کیلیے هلاکت کي راہ میں ڈالدیا ؟

یہ ایک قیمتي سوال هے' جسکا جواب دماغ میں نہیں' بلکہ انسان کی جیب میں هے -

زمین اپنے اندر سے سونا اوگلتي هے' پہاڑ لعل و الماس کا ذخیرہ باهر نکالتا هے' سمندر سطح آب پر موتیوں کي دکان لگادیتا هے' انسان اس قیمتي سرمایہ کو دیکهتا هے اور آگے بڑهکر اوسکو جیب میں بهرنا چاهتا هے' لیکن خارجي قوتیں مزاحمت کرتي هیں اور اون میں باهم کشمکش پیدا هوجاتی هے - اب انسان کا بیش قیمت خون خود جوش کهاکے بہنا چاهتا هے - جنگ چهڑ جاتی هے' اور سونے کي ایک خاک آلود سل پر لاکهوں لاشیں تڑپتي هوئي نظر آتي هیں - لعل کے ایک دانے پر خون کے هزاروں قطرے بہادیے جاتے هیں - ایک موتي کي آب پر هزاروں جسم کي رطوبت غریزي فنا کردي جاتی هے - پس انسان کا سرمایہ وہ بیش قیمت خون نہیں هے جسپر وہ ماتم کرتا هے - انسان کا سرمایہ وہ سڈول جسم نہیں هے جس کے زخموں پر وہ مرثیہ خواني کرتا هے' انسان کا سرمایہ وہ مغرور سر نہیں هے' جسکے کٹنے پر وہ نوحہ سنج هے' بلکہ اوسکا حقیقي سرمایہ وہ تودۂ خاک هے جس میں سونے کے ذرے چمک رهے هیں - وہ لعل شب چراغ هے جو شمع طور کي طرح پہاڑوں کي بلند چوٹیوں پر روشن هوتا هے - موتیوں کي وہ آب هے جسکي نمایش سطح دریا پر کی جاتي هے !

جنگ کے بعد گراں قیمت خون کا ماتم' موزوں اندام جسم کا مرثیہ' اور مغرور سر کا نوحہ صرف ایک افسانۂ بزم و انجمن کی حیثیت اختیار کرلیتا هے جس سے کبهی کبهي اکاوں کي یاد تازہ کرلي جاتي هے - لیکن دولت کا جو سرمایہ جنگ کی نذر کردیا گیا هے' اوسکا داغ ایک مدت تک دلوں میں تازہ رهتا هے خون زمین پر گرتا هے اور بہہ جاتا هے' لاش کا ڈهیر لگتا هے اور زمین کے اندر دفن کردیا جاتا هے' سر کٹ کے گرتا هے اور فرش خاک کے برابر هوجاتا هے - لیکن عظیم الشان عمارتوں کے کهنڈر کرکے بهی قائم رهتے هیں - سر سبز کهیتیاں پامال هوکر بهی خرمن آتش زدہ کي شکل اختیار کرلیتي هیں' یتیموں کے آنسو رک جاتے هیں لیکن بهوک نہیں رکتي - بیوہ عورتوں کی آهیں تهم جاتي هیں' لیکن قوت هاضمہ اپنے عمل مستمر سے باز نہیں آتي - پس جنگ کے بعد دنیا در حقیقت مال و دولت کے ماتم میں مصروف رهتی هے اور جن بیدردوں نے اسقدر لاشونکو نہایت بے پروائي کے ساتهہ زمین کے غاروں میں دفن کردیا تها' وہ مصارف جنگ کا نقشہ نہایت دیدہ ریزي سے مرتب کرکے دنیا کے سامنے پیش کرتے هیں کہ هر شخص اونکے ماتم دلگداز میں حصہ لے !

لیکن انسان کا سرمایہ صرف اوسکي جیب هي تک محدود نہیں هے - اوسکا ایک بہترین حصہ دماغ میں بهي هے - اگر هم چند ٹوٹے هوے کهنڈروں پر' اگر هم چند پامال شدہ باغوں پر' اگر هم چند کهوئے هوے سکوں پر' ماتم عام کر رهے هیں کہ جنگ کا سیلاب عظیم انکو بہا لیگیا' تو همکو اسکے ساتهہ اپنے بطون و دماغ کو بهي ٹٹولنا چاهیے کہ میدان جنگ میں چمکنے والي تلوار کہیں مردونکے سر کے ساتهہ زندہ انسانوں کے سرمایۂ هوش و حواس کو تو اڑا نہیں لیگئي؟

اگر بیدرد فوج نے هماري سر سبز کهیتیوں کے ساتهہ همارے خرمن عقل میں بهي آگ لگادي هے' تو همکو اپنے مال و دولت کے ماتم سے فارغ هو کر اپنے قواے عقلیہ کي اس بیدردانہ غارتگري پر بهي چند آنسو بہا لینے چاهئیں -

لیکن یہ عقلي غارتگري نہایت مخفي طور پر وقوع پذیر هوتي هے - خود تلواروں' نیزوں' کمانوں' اور توپوں کے گولوں سے زیادہ تلواروں کي چمک' نیزوں کي لچک' کمانوں کي چرچراهٹ' بندوقوں کي باڑہ' توپوں کي گرج' اس عقلي میدان کو فتح کرتي هے -

اس عقلي جنگ میں جوهر بہت زیادہ کام نہیں کرتا' میدان صرف عرض کے هاتهہ میں رهتا هے -

زمانۂ جنگ میں مال و دولت کی بربادي کا منظر صرف دنیا کے ایک بد قسمت حصے میں نظر آتا هے لیکن یہ عقلي لوٹ مار عام هو جاتي هے - هر جگہہ سر هي سر هوتے هیں مگر سر میں کچهہ نہیں هوتا - مادي غارتگري کا صرف ایک هي اثر هوتا هے جو فقر و فاقہ کي صورت میں نظر آتا هے' لیکن اس عقلي غارتگري کے سیکڑوں نتائج هوتے هیں جو مختلف صورتوں میں نظر آتے هیں - ان میں سے بعض کي تفصیل حسب ذیل هے :

(۱) زمانہ جنگ میں هزاروں غلط افواهیں اوڑائي جاتي هیں لیکن تمام دنیا اونپر یقین کرتي هے - واقعات کے نقد کا سب سے بدیهي اصول تناقض هے' لیکن زمانۂ جنگ میں سیکڑوں متناقض خبریں ایک هي ساتهہ شائع هوتي هیں جن پر اکثر لوگ یکساں وثوق کے ساتهہ یقین کرلیتے هیں' اور کم از کم ذوق و شوق کے ساتهہ تو هر انسان انهیں سنتا هے- ایمڈن کے ڈوبنے اور اوچهلنے کا واقعہ ایک هي دلچسپي کے ساتهہ سنا گیا تها - لیژ کے عدم تسخیر و تسخیر کی حقیقت یکساں کشش کے ساتهہ سامنے آئي - جرمني کا اقدام و ادبار' دونوں ایک هي وقت نمایاں هوے - زمانۂ جنگ میں وهم کي اختراعي قوت نہایت ترقی کرجاتي هے اور انسان کا دماغ همیشہ احتمال آفرینیوں میں مصروف رهتا هے - اسي وهم پرستی کي بنا پر فوجیں اکثر جنگي غلطیاں کر بیٹهتي هیں - حال میں یہ خبر شائع هوئی هے کہ بحیرہ بالٹک میں ایک فریق نے خود اپنے هي جهازوں پر حملہ کردیا' کیونکہ وهم نے اوسکو غنیم کے جهازوں کی صورت میں دکهایا تها - بعض اخبارات میں هوائي جهازوں کے متعلق چشم دید شهادتیں شائع هوئي هیں جو زمانۂ جنگ کي وهم پرستیوں کو متمثل کرتی هیں - کئي شخص شرعي قسم تک کهانے کیلیے طیار هیں کہ انهوں نے جرمني کے هوائي جهاز دیکهے !

ایک معمولي شورش بهی یهي نتائج پیدا کردیتي هے- لوگ حادثہ مسجد کانپور کے زمانے میں دریا کے اندر سے کلمۂ شهادت کي آواز سنتے تهے' اور اسپر متعدد لوگوں کی شهادتوں کي بنا پر یقین کیا جاتا تها !

(۲) واقعات جنگ کا نمایاں اثر همارے روزانہ طرز معاشرت پر بهي پڑتا هے -

جب انسان دن بهر کام کرتے کرتے تهک جاتا هے تو رات کو حلقۂ احباب میں آتا هے اور اونکي صحبت میں دل بہلاتا هے - انسانوں کے مختلف طبقے هیں' اور هر طبقہ اپنے لیے موزوں صحبت احباب ڈهونڈه لیتا هے - زاهدان عبادت گذار معتکفین مساجد کے پاس بیٹهتے هیں اور دوزخ و جنت کا تذکرہ کرتے هیں' رند میخوار شراب خانے میں جاتا هے اور کیف و سرور کے

ترانے سنتا ہے - جو لوگ علمي ذوق رکھتے هیں وہ کسی درسگاہ یا اکاڈیمی میں جا کر چند خشک دماغ انسانوں کے نتائج فکریہ سے مسرور ہوتے هیں - لیکن زمانہ جنگ میں عبادت خانوں کي صدائیں دفعتاً رک جاتی هیں' میخانوں کے ترانے خاموش هو جاتے هیں' علمی مجالس کا درس حلقۂ وعلوم موقوف هو جاتا ہے' تمام دنیا ایک انجمن اور ایک حلقۂ احباب بن جاتي ہے ' جس میں صرف فتح و شکست کي داستان هي سنائی جاتي ہے - واقعات جنگ کے علاوہ دوسري باتوں کا تذکرہ کیا بھي جاتا ہے تو عموماً ناگوار ہوتا ہے -

(۴) غلط افواہوں کا اثر زیادہ تر غیر تعلیم یافتہ اور ضعیف‌الدماغ لوگوں پر پڑتا ہے - موجودہ جنگ کا سبھ سے زیادہ اثر تاجروں اور تاجروں میں مارواڑیوں پر پڑا ہے - جنگ نے تجارت کو جو نقصان پہونچایا ہے اوس سے کہیں زیادہ ان غیر تعلیم یافتہ تاجروں نے اپني بدحواسي اور پریشان خیالي سے نقصان اوٹھایا ہے -

(۵) زمانہ جنگ میں لوگ اگرچہ فتح و شکست دونوں کي خبروں کو نہایت دلچسپي سے سنتے هیں ' لیکن فتح و ظفر کا غلغلہ نہایت بلند آهنگي سے بلند کیا جاتا ہے ' اور بغیر کسي قسم کے تعلق کے فاتح کے فضائل و مناقب کا غیر معلوم طور پر اعتراف کیا جاتا ہے - هندوستان کي قسمت آج سلطنت برطانیہ کے ساتھہ وابستہ ہے ' اور رعایا کو وفاداري کا پورا ادعا ہے - تاهم آغاز جنگ سے پیش قدمي کي متصل خبروں کے وصول نے جرمني کي وقعت عوام میں قائم کردي ہے -

(۶) زمانہ جنگ میں کسي شخص کو نہایت آساني کے ساتھہ نیک نام یا بدنام کیا جاسکتا ہے - رستم کي نیکنامي صرف شاهنامہ کی داستان سرائیوں کا نتیجہ ہے - عیسائیوں میں زمانۂ حروب صلیبیہ کے مخترعہ واقعات نے مسلمانوں کو بدنام کردیا ہے - منافقین نے حضرت عائشہ رضي اللہ عنها پرجو الزام لگایا تھا اوسکے لیے اسي غرض سے ایک سفر جهاد کو منتخب کیا تھا - جرمني کیطرف سیکڑوں وحشیانہ افعال کا انتساب اسي مقصد سے کیا جاتا ہے ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیکا الزام زمانۂ جنگ هي میں لگایا گیا -

(۷) جنگ کے ذریعہ سے اتحاد و اتفاق اور بغض و عداوت کے جذبات کو نہایت ترقي دیجاسکتي ہے - پرنس بسمارک نے اتحاد جرمني کا خواب جنگ کے هولناک میدانوں هي میں دیکھا تھا - موجودہ جنگ میں اٹلي نے جرمني سے جو علحدگي اختیار کرلي' اوسنے قدیم عہد مودت کو مبدل بہ عداوت کردیا -

روس' فرانس' برطانیہ' جرمني ' آسٹریا و سرویا وغیرہ کا باهمي عہد مودت پہلے سے بھي زیادہ مستحکم اور پائدار هوگیا ہے - عہد ابتدائي میں مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کے جس سلسلۂ زریں نے باهم مربوط کردیا تھا ' وہ اوسي کارخانے میں تیار هوا تھا جہاں تلواریں ڈھالي جاتي هیں !

(۸) جنگ کے ذریعہ هر قسم کے مذهبي ' ملکي ' ادبي' اور اخلاقي انقلابات نہایت سرعت کیساتھہ هوسکتے هیں - فرانس کي جمهوریت جنگ هي کا نتیجہ ہے' قران مجید کی اشاعت تعلیم کا سب سے بڑا ذریعہ جهاد في سبیل اللہ تھا جسنے عرب کے ادبي اور اخلاقي نظام میں دفعتاً انقلاب پیدا کردیا - عمرو بن کلثوم کے مشهور اور پرجوش معلقہ کو قبیلۂ بنو تغلب کا ایک ایک بچہ انهي جنگي کارناموں کے اثر سے ازبر یاد رکھتا تھا' شاهنامہ کي مقبولیت صرف اس بنا پر هوئي کہ اوس نے گذشتہ جنگي واقعات کو دوبارہ زندہ کردیا - هومر کے ایلیڈ کی شهرت نے اسي بنا پر یونان کي حکمیات کي شهرت ماند کردي کہ وہ میدان جنگ کا ایک رنگین خاکہ تھا -

(۹) جنگ اخلاقي حیثیت سے ایک قوم کو دفعتاً ابھار دیتي ہے اور دوسري کو پست کردیتي ہے - سنہ ۱۸۷۰ع کي جنگ فرانس و جرمني نے فرانسیسیوں کی شجاعت اور عزم و استقلال کا خاتمہ کردیا جسکا اثر آج میدان جنگ میں علانیہ نظر آتا ہے - آج جرمن سپاهیوں کي رگونمیں جو گرم خون دوڑ رہا ہے' وہ صرف آجکل کي تیز و تند شراب هي سے مخلوط نہیں ہے' بلکہ اوسمیں سنہ ۱۸۷۰ع کے سیلاب خون کے کھولتے هوے آتشیں قطرے بھی شامل هیں !

یہودیوں کی بد اخلاقیاں متصل جنگ اور متصل شکستوں کا نتیجہ هیں - بیت المقدس میں اس قوم نے تین بار شکست کھائي' فرعون کے دربار میں غلام بنکر رهي' عرب کے میدانوں میں بھي ایک ابھرنے والي روحانی طاقت نے انکے لیے جگہہ نہ چھوڑي ' آج ان متصل ذلت آمیز شکستوں کا داغ هر یہودي کے دامن اخلاق پر نظر آتا ہے !

مسلمانوں کا معیار اخلاق جسقدر جهاد نے بلند کردیا تھا' حضرت عیسی کي اخلاقي تعلیم اوسکے مقابلہ میں بالکل بے اثر رهی -

غرض هر قسم کا انقلاب صرف جنگ هی کے ذریعہ هوسکتا ہے - فلسفہ نے آجتک نظام عالم میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کي' لیکن جنگ نے ذرہ کو آفتاب اور رائي کو پہاڑ بنادیا ہے - پہاڑونکو زلزلہ هي متزلزل کرسکتا ہے - کسي قوم کے قدیم عقاید' قدیم تہذیب' قدیم طرز معاشرت ایک مدت کے بعد مستحکم پہاڑ بن جاتے هیں - اونکو لڑائی کا بھونچال هي اکھاڑ سکتا ہے - اور کوئي نہیں -

مساوات کي حقیقي روح صرف زمانہ جنگ هي میں پیدا هوسکتي ہے - فرانس کی شورش کا سب سے بڑا نتیجہ مساوات ہے - مساوات عدل و انصاف کي ایک شکل ہے' اور عدل و انصاف کے ستون کو صرف قوت هي قایم رکھہ سکتي ہے -

(۱۰) زمانہ جنگ میں هر انسان کی مخفي طاقت دفعتاً ابھر آتی ہے' فوج جس دلسوزي و بے جگري سے میدان جنگ میں لڑتي ہے' حالت صلح میں اوسکے تصور کي بھي متحمل نہیں هوسکتي - نامہ نگاران اخبار' جنگ کی خبروں کي فراهمي میں جسقدر عرقریزي کرتے هیں' صلح کي خبروں میں اوسقدر محنت نہیں کرسکتے - جنگ کے مضامین میں اڈیٹروں کي قابلیت کا غیر معمولي اظہار هوتا ہے ' قوت حافظہ کو غیر معمولي ترقي هوجاتي ہے' عرب کے دواوین اشعار کو اسی غیر معمولي قوت حافظہ نے محفوظ رکھا' عرب کي حیرت انگیز قوت روایت کو اسی فوجي اثر نے ترقي دي' شاهنامہ کا وہ سرمایہ جو فردوسي کو نہایت آساني سے مل گیا تھا ' تلوار کے اوس جوهر سے محفوظ رہا جو اسکے دماغ میں سرایت کرگیا تھا !

(۱۱) جنگ کے زمانے میں لوگ وحشت اور بد اخلاقي کي طرف زیادہ تر مائل هوتے هیں - فوج تو اسي نشے میں مست رهتی ہے ' لیکن خود رعایا بھي رعایا کے جان و مال اور عزت و آبرو کو نہایت بیدردي سے پامال کردیتي ہے - غدر سنہ ۵۷ میں فوج سے زیادہ بدمعاشوں نے لوٹ مار اور قتل و خونریزي کي تھي ' لیکن ایک اعلی طاقت ان وحشیانہ افعال سے روک بھي سکتي ہے ' بلکہ اخلاق کا ایک بلند معیار قائم کرسکتی ہے -

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں اسکي شاندار مثالیں مل سکتي هیں - زمانۂ موجودہ بھي اس قسم کی مثالوں سے خالي نہیں - فوج فاقہ سے مرتي ہے لیکن مال غنیمت کا بہترین سرمایہ اپنے سپہ سالار کے پانوں پر لاکر ڈالدیتي ہے اور اوس میں کسي قسم کي خیانت نہیں کرتي - سنہ ۱۸۴۸ کي شورش میں جس گروہ نے قصر سویلري پر حملہ کیا' اوس نے وهانکي بہترین یادگاروں کو هاتھہ بھي نہیں لگایا - جنگ روس و جاپان میں جب جاپاني سپاهي کسي روسي مقتول کي جیب سے گیني نکالتے تھے' تو اوسکو نہایت دیانت سے واپس کردیتے تھے !

مقالات

یورپ کا نیا نقشہ جو طیار ہورہا ہے

جنگ یورپ کے نتائج و عواقب کا ایک سر سری مطالعہ

اخبار ڈیلی میل لندن میں جنگ کے نتائج و عواقب پر ایک نہایت اہم اور دقیق النظر مضمون شائع ہوا ہے جسکے نیچے صرف W - T - T کا دستخط ہے -

لیکن مضمون اسقدر دلچسپ ہے کہ اسکا پورا ترجمہ شائع کر دینا چاہیے :

مشہور جان رالٹ کا قول ہے :

" جنگ میں بجز اسکے اور کوئی فائدہ نہیں کہ وہ لوگوں کو فن جغرافیہ کی تعلیم دیتی ہے " ۔

اس خیال میں اور برن ھارڈي اور پروشیا کے جنگی مذہب کے اس اصول میں کہ " جنگ ایک روحانی مسہل ہے' جسکے بعد قوم صاف اور قوي تر ہوجاتی ہے" ہمارے لیے انتخاب کی وسیع گنجایش ہے -

جنگ فن جغرافیہ کي تعلیم دیتي ہے - اسکے متعلق تو کچھہ پوچھنا ھي عبث ہے - اسکول کے ایک بد شوق لڑکے کو بھي آج نقشوں اور جغرافیائي حالات سے پوري دلچسپی ہے - اسوقت انکے لیے براعظم یورپ کوئي وسیع خیالي شے نہیں ہے' بلکہ اسی طرح ایک حقیقي شے جسطرح کہ اسکے پڑوس کا فٹ بال میدان -

نقشے اب مردہ چیزیں نہیں ہیں بلکہ زندہ حقائق ہیں - لوگوں کي طرح میں نے انکي نہ ختم ہونے والي خواهش کو محسوس کیا ہے -

نقشے اب نقشے نہیں رہے - وہ جنگل' دریا' میدان' شہر اور گاؤں' ہوگئے ہیں - جہاں سے فوجوں کے کوچ' توپوں کی گرج' تلواروں کی جھنکار' اور سواروں کے ہنگامے کی آواز آتي ہے - اب میں لندن میں نہیں رهتا ہوں' بلکہ "والجیس" اور "اردینس" میں ہوں- میں دریاے "می یوز" کے پیچ و خم کو جسقدر جانتا ہوں اسقدر دریاے ٹیمس کو بھي نہیں جانتا - حالانکہ میں نے طفلي کی پہلي آنکھہ اسي پر ڈالی تھی !

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آنکھیں بند کرکے معرکے کے وسیع خط کے برابر برابر چلا جاسکتا ہوں - میرے یمین و یسار آبادي کي جگہ موت اور زندگي کے کاروبار کي جگہ وحشت و ہلاکت کا سناٹا ہے' اور سامنے چند هفتوں کے هنگامے سے پیدا ہونے والے وہ نتائج جنکو صدیوں تک دنیا پر حکومت بخشي گئي ہے !

(اگر جرمنی فتعمند ہو)

ہمارے دامن خیال کو صرف وہي رقبے نہیں پکڑے ہوے ہیں جہاں جنگ برپا ہے- اب تو تمام یورپ کے نقشے میں ایک مستغرق دلچسپي پیدا ہوتی جاتی ہے - اسوقت یہ براعظم (یورپ) ایک معدني ٹکڑے کی طرح آگ پر پگھلرها ہے' جو آیندہ نقشہ اس جنگ کے نتائج کو اپنے اندر قلمبند کریگا' اسکے متعلق ہم اسوقت صرف قیاس هي کر سکتے ہیں -

یہ مسئلہ اس لیے پیچیدہ ہے کہ ممکن ہے نتیجہ دو جہتین ہو - یعنے دونوں پہلو رکھتا ہو - فتح و شکست ایک ساتھہ ظہور کرے اور ہر فریق فتحیاب بھي ہو' اور شکست خوردہ بھي - اسکا ایک ہاتھہ جوش مسرت سے اور دوسرا تاسف سے لرز اٹھے !

حلیفوں (دول متحدۂ فرانس و روس و انگلستان وغیرہ) کے مقابلہ میں جرمنی کو خشکي میں فتح ہوسکتي ہے' مگر تري میں شکست قرین قیاس ہے -

فرض کرو کہ ایسا هي ہوا تو اسکا سیاسي نتیجہ کیا ہوگا ؟

جہاں تک فرانس کا تعلق ہے یہ نتیجہ اسکے لیے سخت مہلک ہوگا - پرنس بسمارک کا قول تھا کہ " میں فرانس کے بیڑے سے پیرس میں لڑونگا " - اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ ایک دفعہ خشکي میں فرانس کا مالک ہوجاۓ تو پھر فرانسیسي بیڑہ کس شمار میں رهیگا ؟ فرانس کے متعلق یہ قول اب تک بالکل صحیح ہے لیکن انگلستان کے متعلق نہیں - جب تک همارا سمندر پر قبضہ ہے' اسوقت تک اس براعظم (یورپ) میں کوئي آفت همیں گھٹنوں کے بل نہیں جھکا سکتي - لیکن اگر همکو خشکي پر شکست ملي تو اسکا خمیازہ همیں تنہا نہیں بھگتنا پڑیگا - اس لپیٹ میں بلجیم اور فرانس بھي آجائینگے (میں اس باب میں روس کو ابھی نظر انداز کردیتا ہوں -)

کیا سمندر میں هماري فتح سے جرمني کی ساحلي کامیابي میں توازن پیدا ہوجائیگا ؟ کیا همارے بیڑے کا خطرہ جرمني کے لیے اتنا هي کھل ڈالنے والا ہوگا جسطرح کہ جرمن فوجوں کا خطرہ فرانس کے لیے ؟ بالفرض ایسا نہ ہوا تو همارا پوزیشن اسوقت غیر معمولي طور پر متزلزل ہوجائیگا - ممکن ہے کہ هماري فوجیں صحیح و سالم اور غیر مجروح ہوں' مگر همارا حلیف (فرانس) تو اتنا پسیگا کہ اسکا نام هي تمام ہوجائیگا - ہم جرمني کو جسقدر سمندر میں پائینگے' اسي قدر وہ ساحل کي طرف فرانس پر اپنے شکنجے کا پیچ کسیگی - اس صورت میں اگر ہم اپنے حلیف کو یکسر تباہی سے بچا سکینگے تو صرف اسطرح کہ سمندر میں اپني فوقیت اور برتري سے دست بردار ہوجائیں -

کیا یہ قرین قیاس ہے ؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم فرانس کو بچانے کے لیے اپنے تئیں ایسے شرائط کے حوالہ کردیں جو همیشہ کے لیے همیں جرمني کا محکوم بنادیں ؟

صورت حال کي یہ ایک خطرناک شق ہے -

اس انتخاب کي جانکنی سے بچنے کے لیے خشکي پر فتح ضروري ہے - اگر ایسا نہ ہوا تو آیندہ نقشۂ یورپ برلن میں بنیگا' جرمنی " انٹیورپ " (بلجیم) سے لیکے قسطنطنیہ تک کو اپنا مرکب بنالیگی' اور جو اسکینڈ ینوین' ایبرین' اور اٹالین جزیرہ نما کی سرحد پر واقع ہیں' وہ اس خداوند جنگ (وار لارڈ) کے جاگیردار

ہونگے تب - قیصر تمام یورپ کا مالک ہوگا - مگر ہائے اٹلی ! اسوقت تیرا کیا حشر ہوگا ؟

(اگر جرمنی کو شکست ہو)

لیکن اگر جرمنی کو شکست ہوئی تو اسوقت یورپ کا نقشہ کیا ہوگا ؟

ایک بات یقینی ہے - " السیس " اور " لورین " فرانس کو واپس ملجائینگے اور " اسٹراسبرگ " کی شکل " پیلس مدتی کونکورڈ " میں ایک مردہ کی طرح ماتمی لباس میں نہ ہوگی بلکہ دلہن کی طرح پھولوں سے لدی ہوئی !

کہتے ہیں کہ سنہ ۱۸۱۷ ع میں جرمنی نے جو مہلک غلطی کی تھی ' وہ السیس لورین کا الحاق تھا - یہ بسمارک کی غلطی نہ تھی بلکہ جرمنی کے حامیان جنگ کی ؟ اسلیے آیندہ جب فیصلے کا وقت آئے تو کمرے کے اندر ان حامیان جنگ او گھسنے نہ دینا چاہیے - ہمیں وہ وقت دیکھنے دو جب جرمن کے پاس "السیس لورین" نہ رہے جس سے انتقام کے شعلے بھڑکتے رہتے ہیں !

ہماری جنگ قیصر اور قیصریت (یعنی قیصر کے افکار و عزائم) کے مقابلہ میں ہے - ہمیں جرمنی کو تباہ کرنے کا ارادہ نہ کرنا چاہیے - ہمیں چاہیے کہ بہر حال جرمنی کو اپنے داخلی امور کے تصفیہ کے لیے اکیلا چھوڑدیں - (بشرطیکہ وہ چھوڑ دے الهلال)

(جرمنی کا مستقبل)

جرمنی کی شکست کی صورت میں ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ آیندہ کیا ہوگا ؟ جو عمارت کہ بسمارک نے خون اور لوہے کے زور سے تیار کی تھی وہ منہدم ہو جائیگی ' جیسا کہ ہمیشہ خون اور لوہے کی بنائی ہوئی چیزوں کا حشر ہوا ہے -

" ہوہینزولرنس " " یور بونس " کے ردی کے انبار میں ملجائیگا - " نپولینس " اور " بویریا " وغیرہ جرمن ریاستیں پروشیا کی مبغوض حکومت کو پھینکدینگی - وہ جرمن شاہنشاہی میں بجبر داخل کی گئی تھیں ' اور جو لوگ اس ملک کے وہاں کے زندہ دل اور مہربان باشندوں کو جانتے ہیں ' انہیں اس میں ذرا بھی شک نہ ہوگا کہ یہ ریاستیں بغیر کسی افسوس کے اس شاہنشاہی سے علحدہ ہو جائینگی - قرین قیاس یہ ہے کہ یہ ملک جنوبی جرمن اتحاد کا سر خیل ہو جائیگا - کیونکہ ریاست ہائے بیڈین و ٹمسبرگ وغیرہ کے باشندوں میں ویسی ہی آزادانہ اور فیاض روح ہے جیسی کہ خود اسمیں ہے - خود پروشیا بھی حامیان جنگ کے مظالم سے نجات پاجائیگی - گو پروشیا کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ ہم پروشیا کے لوگوں سے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ اسکے نظام سے لڑ رہے ہیں -

اسکا نظام اوسکی جمہوریت کے لیے بھی اسی قدر نفرت انگیز ہے جسقدر ہمارے لیے - اگر ان میں فرانسیسیوں کی سی خوفناک انقلابی روح ہوتی ' تو کبھی کے وہ اس " ملعون " شے (نظام جنگ جو) کو صاف کرچکے ہوتے - عمدہ دماغی اوصاف کے باوجود انمیں آزادی کے لیے عظیم الشان جذبہ کی کمی ہے - اونکے اشتراکیین (سوشیالسٹ) فوج در فوج انتخاب کے وقت پول میں (پول ایک مقام ہے جہاں چٹھی ڈالی جاتی ہے) پہنچے ' مگر کچھہ نکرسکے - اسکا نظام ان اشتراکیوں کا گلا دبائے ہوئے ہے اور آج خوفناک سختی کے ساتھہ اسکی مدافعت میں وہ کام آرہے ہیں جس سے وہ بھاگتے تھے - حالانکہ انکو جاننا چاہیے کہ فتح اس ظلم کو اور زیادہ کردیگی ' اور شکست ہی اس سے نجات پانیکا تنہا راستہ ہے !

(چند نظاموں کی جنگ)

اس جنگ کی عجیب و غریب پیچیدگیوں میں ایک پیچیدگی کو یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ جنگ قوموں کی جنگ نہیں ہے ' بلکہ انکے نظاموں اور اصولوں کی لڑائی ہے - پروشیا کی طرح ہمارے یہاں فوج اور بحری بیڑے کے حامی موجود ہیں - اسلیے ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب ہم اس بیڑے کی حمایت کو جرمنی میں مٹاتے ہوں تو کہیں ہم خود انگلستان میں اس پر زین کسکے سوار نہ ہو بیٹھیں - کیونکہ ہمکو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کشاکش کے پیچھے اصلی تنقیح محض نقشہ نہیں ہے بلکہ اسکے علاوہ کوئی اور گہری شے -

اصلی تنقیح آزاد ملکی سرحدیں اور قومی حوصلے ہیں - یہ اصلی تنقیح در اصل ایک سوال ہے :

"آیا استبداد جسکی بنیاد عسکریت اور مخفی سیاست پر ہے اور جسکی پشت پناہی اسلحہ کی مخفی سازش کرتی ہو ' اسکو یورپ کا مالک ہونا چاہیے ' یا اس جمہوریت کو جو ہر طرح آزاد ہو ؟ "

ہم جانتے ہیں کہ اب یورپ میں مدنیت اور بربریت ' اعتماد اور بارود کے نل ' عسکریت اور حریت ' ایک ساتھہ نہیں رہسکتیں - پہلی چیز کویا دوسری کو ' غرض دونوں میں سے کسی ایک کو رخصت ہوجانا چاہیے - یہ فیصلہ کرنا جنگ اور اسکے بعد کے فیصلے کا کام ہے کہ کون سی چیز نابود ہو ؟ اگر ڈپلومیسٹ گروہ نے فیصلہ کیا تو قدیم طریقہ پھر زندہ ہوجائیگا اور حریت ہلاک ہوجائیگی - فیصلہ قوم کی رائے سے ہونا چاہیے ورنہ پھر اس سے کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی !

(آسٹریا خارج)

آئیے پھر نقشۂ یورپ پر ایک نظر ڈالیں ! اب مثنی شاہنشاہی (آسٹریا ہنگری) کا خیال فضول ہے - اب یہ خیالی صورت رخصت ہوجائیگی - ایک بڑے ڈپلومیٹسٹ کا قول ہے کہ " آسٹریا فی الواقع موجود ہی نہیں ہے ' وہ ایک مصنوعی شے ہے جو ایجاد کی گئی ہے " اسکا جواب ایک دوسرے ڈپلومیٹسٹ کے الفاظ میں دیا جاسکتا ہے : " میں ضرورت کا قائل نہیں "

یورپ کے نقشے میں آسٹریا ہنگری سب سے زیادہ مصنوعی مخلوق ہے - نہ اسمیں زبان کا اتحاد ہے نہ قومیت کا ' نہ تہذیب کا ' نہ اعتقاد کا ' اور نہ ہی مطمح نظر ایک ہے - یہ ایک ایسی عمارت ہے جو اسلیے بیٹھہ جائیگی کہ اسکی کوئی مستقل بنیاد نہیں ہے - آسٹریا جرمن اتحاد کا ایک رکن بن سکتی ہے - ہنگری خود مختار ہوسکتی ہے - جنوب کے سلافی " سرویاء عظمی " میں شامل ہوجا سکتے ہیں - سرویا مانٹی نگرو کے ساتھہ ملکر اپنی اس نسلی اور ملکی ہمجنسی کو پھر حاصل کرلے سکتی ہے جو اسنے چھہ سو برس ہوئے ترکوں کے ہاتھوں میدان کسوو (قصوہ) میں کھوئی تھی - اطالیا واقعی جنوبی " ٹرائل " سے لیکے " ٹریسٹ " تک لینا چاہتی ہے - اسطرح ایک نسل کے اوراق پریشاں کی پھر شیرازہ بندی ہوجائیگی !

(پولینڈ کی آمد)

مگر ابھی " پولش آسٹریا " (پولینڈ کا وہ حصہ جو آسٹریا میں شامل ہے) باقی رہگئی ہے جو اس حساب میں سب سے زیادہ ناقابل عمل عدد ہے - ہم روس کے ساتھہ ملکر لڑ رہے ہیں اور روسی اسلحہ کی فتحیابی کیلیے اسی جوش و خروش سے دعا کرتے ہیں ' جسطرح کہ خود اپنے لیے - مگر اس ہنگامی رفاقت کے

وجہ سے ہمیں واقعات کے حق میں اندھا نہ بن جانا چاہیے روس کی اسوقت جو حالت ہے' اس حالت میں وہ قدیم بربریت و وحشت کا ایک نہایت ہی قوی پنجہ ہے' اور اوسکی وجہ سے تمدن ایک قاتل و سفاک گرفت کے عالم میں ہے - جسقدر جرمنی کو ہم گھٹائینگے' اسیقدر روس کو بڑھانا پڑیگا' اور روس کو بڑھانا استبداد و تظلم کو تقویت دینا ہے' جو اپنی ایڑی کے نیچے تمام مظلومان روس' پولینڈ' فنلینڈ' بخارا و ترکستان' ایران' اور یہودیوں کو دبائے ہوے ہے !

روس کے خوف سے نکلے ہوے ہمیں ابھی صرف نصف صدی ہی ہوئی ہے - اس امر کے یقین کرنے کی کیا وجہ ہے کہ جب جرمنی نہ ہوگی تو پھر یہ خوف عظیم دوبارہ زندہ نہ ہو جایگا ؟

ہندوستان جہاں پہلے تھا ' ابھی تک اسی جگہہ پر ہے اور روس اس سے بہ نسبت پہلے کے اب اور قریب تر ہے - جرمنی کی طرح روس کے لیے بھی یہی بات کہی جاسکتی ہے کہ ہم روسی قوم سے نہیں ڈرتے بلکہ روسی نظام سے ڈرتے ہیں :

من از عقرب نمی ترسم ولے از نیش می ترسم

کیا ہم کو امید ہے کہ یہ خطرہ دور ہو جایگا ؟

ایک ہفتہ قبل تک تو ذرا بھی امید نہ تھی ' مگر اس اثناء میں زار روس نے روسی پولینڈ سے اندرونی خود مختاری دینے کا وعدہ کر لیا ہے - بلا شبہہ یہ ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے لیکن در حقیقت کسی فیاضی سے نہیں بلکہ محض ضرورت کے مجبورکن استیلاء سے وقوع میں آیا ہے - پولینڈ میں انقلاب کے برپا ہو جانے کے خطرہ کے ساتھہ روس میدان جنگ میں کیسے جا سکتا تھا ؟

خیر ' ہم کو اسکے مقصد میں مناقشہ کی ضرورت نہیں - اگر اس وعدہ کا ایفاء ایمانداری سے کیا جاے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ پولینڈ جسکو فریڈرک نے پروشیا ' روس ' اور آسٹریا میں تقسیم کیا تھا' اب پھر متحد ہو جایگا ' اور تاریخ کا ایک عظیم الشان گناہ ڈیڑہ صدی کی ظالمانہ غلط کاری کے بعد مٹا دیا جایگا - آسٹریا ہنگری کی مصنوعی شہنشاہی یورپ کے نقشے سے ناپید ہوجائیگی' اور پولینڈ کی سلطنت نسل ' تہذیب ' اور اعتقاد کے اتحاد کے ساتھہ وسط یورپ میں پھر ظاہر ہو جائیگی !

(زار کے لیے ایک فرصت)

ہمنے کہا ہے کہ " اگر یہ روسی شاہی وعدہ ایمانداری کے ساتھہ پورا کیا گیا " حالانکہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اسوقت سے پہلے بھی یہی وعدہ ایسے ہی حالات میں کیا جاچکا ہے جو موجودہ حالات سے بالکل غیر مشابہہ نہ تھے -

اسکے ساتھہ ساتھہ ہمکو زار روس کے کمزور کیریکٹر کو بھی یاد رکھنا چاہیے' جو عمدہ جذبات پر استقامت کے ساتھہ اثر قبول کرنے میں بالکل عاجز ہے - جب تک استبداد باقی ہے اسوقت تک ہم اس وعدہ کو محفوظ نہیں سمجھہ سکتے - البتہ یہ ممکن ہے کہ اسکے حلیفوں کا نفوذ و اثر کچھہ کام آے -

اگر پولینڈ زار روس کی سیادت میں آزاد ہو گیا تو کیا ہم یہ امید رکھسکتے ہیں کہ زار ایک قدم اور آگے بڑھیگا ؟ فنلینڈ ' حیرت انگیز فنلینڈ ' اپنے شاندار باشندوں اور تعجب انگیز تہذیب کے ساتھہ زار کے دارالسلطنت کے پھاٹک پر خونچکاں پڑا ہے ! اسکی آزادی رخصت ہوچکی ہے' اسکے جج قید خانے میں ہیں ' اسکی امیدیں جاں کنی میں تڑپ رہی ہیں - ہاں' اس بد بخت فنلینڈ کو بھی داخلی خود مختاری ملنی چاہیے اور اسی وقت ملنی چاہیے - (اس دروازے کے کھلنے کے منتظر اور بھی ہیں)

یہ زار کیلیے بہت بڑا موقع ہے - جب وہ بچہ تھا تو انگریزی خیالات کے اثر سے ایک بار چیخ اٹھا تھا : " آہا ! عوام کا بادشاہ ہونا ! " (O to be common's King !)

وہ افسوس ناک طور پر ناکام ہوا ' مگر اسکی ناکامی استبداد کی وجہ سے نہیں بلکہ قوت ارادی کے فقدان کی وجہ سے ہوئی - ورنہ اسکے لیے مواقع بہت تھے ' اور اسوقت بھی ایک زریں موقع اسے حاصل ہے -

اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ جرمنی کو شکست ہوگی تو روس دنیا کے ان تین شہنشاہوں میں سے ایک ہوگا جو اس عالمگیر کشاکش کے بعد رہینگے - ان میں وہ آخرین مطلق العنان و مستبد بادشاہ ہوگا -

یہ پالیسی کی سب سے بڑی ضرب اور سب سے بڑا انصاف ہوگا جو آج تک کبھی نہیں ہوا - اس نازک حالت میں یہ سلطنت کے لیے ضعف کا نہیں بلکہ قوت کا سر چشمہ ثابت ہوگا - اور روس کو معلوم ہو جائیگا کہ آزاد شاہنشاہی سلطنت کا سب سے بڑا طلسم ہے !

مگر یہ (یعنی فنلینڈ کی خود مختاری) اس سے بھی بڑھکے کام کریگی - اسکا اثر ناروے اور سویڈن پر گہرا پڑیگا - جسقدر ہم جرمنی سے خوف کھاتے ہیں ' اس سے کہیں زیادہ یہ سلطنتیں روس سے ڈرتی ہیں - سویڈن ناطرفدار ہے اور رہیگا - اس نے ان روسیوں کے ساتھہ تعجب انگیز فیاضی کا سلوک کیا ہے ' جو اسٹواک ہوالم (سویڈن) کی راہ سے بھاگ کے روس گئے ہیں' اور اس حسن سلوک کے معاوضہ میں زار نے اسکا احسانمندانہ شکریہ ادا کیا ہے - اگر روس نے فنلینڈ کو آزاد کردیا تو سویڈن کے تمام خوف غائب ہوجائینگے ' اور روس یورپ کی خیر اندیشی کے ساتھہ اپنے کام کی طرف بڑھسکیگا -

اگر وہ دانشمند ہے تو قیصر کی ناکامی سے عبرت حاصل کریگا اور فرصت کے آخری لمحوں کو ضائع کردینے کی جگہ تمدن سے اپنا معاملہ صاف کرلینے میں صرف کریگا !

(ایشیا میں رد عمل)

آخر میں جزیرہ نماے بلقان ہے - روسی اثر وہاں غالب ہوگا - لیکن جنگ کے نتیجۂ ثانی کی حیثیت سے ہم بجا طور پر یہ خیال کرسکتے ہیں کہ وہاں بہ نسبت سابق کے عمدہ روح پھیلے گی - سرویا آسٹریا ہنگری کی شاہنشاہی کی غنیمت اور دریا کی طرف راستہ حاصل کرکے مقدونیہ میں بلگیریا کیلیے منصف مزاج بنجائیگی ' اور قدیم بلقانی اتحاد مع رومانیا کی شرکت کے ابکی مرتبہ سابق سے زیادہ مبارک سرپرستی میں قائم ہوگا -

اصلی خوف دولۃ عثمانیہ اور یونان کے باہمی مخفی مشکلات کا ہے - اگر جرمنی فتحیاب ہوگئی تو یہ مشکلات ترقی کرینگے ' کیونکہ دولۃ عثمانیہ کی نظریں برلن کی طرف لگی ہوئی ہیں - اسکے یہ معنی ہونگے کہ دولۃ عثمانیہ کا خاتمہ ہوجاے' اور بدقسمتی سے ہندوستان کے مسلمانوں میں عظیم الشان رد عمل پیدا ہو جو کیتھولک عیسائیوں کی طرح ایک غیر ملکی وفاداری رکھتے ہیں ' جسکا مجمع مرکز سلطان عثمانی ہے -

(پرانے نقشہ کو لپیٹ دو)

کہتے ہیں کہ جب " آسٹرلیٹز " کی خبر مشہور سیاسی کبیر " پٹ " کو ملی تو اسنے یورپ کے نقشے کی طرف اشارہ کرکے کہا :

" اس کاغذ کو تہہ کردو - اب ان دس سالوں میں اسکی ضرورت نہیں پڑیگی "

آج ایک سو دس برس کے بعد هم پهر یورپ کے نقشه کو تہه کر رهے هیں !

هم اسکے خطوط کو خون کے دریا میں مٹا رهے هیں - همکو خیال رکهنا چاهیے که جب هم آینده نسلوں کے لیے نیا نقشه بنانے بیٹهیں تو فریڈرک ولیم کی طرح (اپنی تلوار سے) نقشه نه بنالیں - اگر همنے ایسا کیا تو هم اس عالمگیر جنگ سے ایک دوسري عالمگیر جنگ کی تیاریوں کے لیے نکلینگے -

ان سرخ سمندروں سے جو یورپ ڈهلکر نکلے' اسے انسانوں کا یورپ هونا چاهیے نه که شطرنج بازوں کے لیے ایک نئي بساط - همکو یه کهنا چاهیے که اب کبهي ایسے خوف کا وقت هم پر نہیں آئیگا - اور کوئی قوم بهي دنیا کے امن کو خطره میں ڈالنے کیلیے اپنے تئیں مسلح نه کرسکیگي - یورپ کي نگراني ایک طاقت کے هاتهه میں هوني چاهیے - اور طاقت تمام دول کے قائم مقاموں کي ایک منظم جماعت کے هاتهه میں - ایک قوم کا حمله دوسري قوم پر تمام قوم کا جرم سمجها جاے' اور سب ملکے اسے سزا دیں -

اسوقت همارے فرزند اس خوفناک وقت کو احسانمندي کے ساتهه یاد رکهینگے اور انکو همارے اس عالم قتل و غارت میں اچهے بہتر دن کي صبح نظر آئیگي !

غـرائب محـــدثات حـربیه حاضره !

کـــلاب الحـرب

انسان کي جنگ

اور کتوں کی عجیب و غریب خدمات !

وتحسبهم ایقاظا وهم رقود' و نقلبهم ذات الیمین و ذات الشمال' و کلبهم باسط ذراعیه بالوصید (۱۸ : ۱۷)

(۲)

(کتوں سے کیا کیا کام لیے جاسکتے هیں ؟)

گذشته صحبت سے معلوم هوگیا هوگا که کتا جنگ میں هر قسم کی خدمات انجام دے سکتا ہے - وہ حمله بهي کر سکتا ہے ' پهره بهی دے سکتا ہے' فوج کي ڈاک بهی لاسکتا ہے' دشمن کے خیموں میں آگ بهي لگا دے سکتا ہے - بلکه کبهي کبهي سپاهیوں تک بارود اور گولی بهي پهونچا دیتا ہے - بالخصوص سنگلاخ پہاڑوں میں ' گہنے جنگلوں میں ' رات کی گهٹاٹوپ تاریکي میں ' موسلا دهار بارش میں' ان خدمات کو صرف کتا هي بهتر انجام دے سکتا ہے -

(جاسوسي)

لیکن ان تمام خدمات میں تجسس و تفحص کیلیے یعني جاسوسي کے کام کیلیے وہ سب سے زیاده موزوں ہے - اگر کسی شہر یا گانوں کا حال دریافت کرنا ہے تو فقیروں کے جهونپڑے اور امیروں کے محل' دونوں میں یکساں آزادي سے داخل هو جاسکتا ہے - اگر کسي جنگل میں دشمن کا پته لگانا ہے تو گنجان درختوں کے اندر بے تکلف گهس سکتا ہے ' اگر اندهیري راتوں میں کسی چیز کا سراغ لگانا ہے تو اوسکي نگاهیں تاریکي کا پرده نهایت آسانی سے چاک کردے سکتی هیں ' اگر عجلت کے ساتهه کسی واقعه کو معلوم کرنا مقصود ہے' تو وہ دوڑنے میں سواروں کے گهوڑے سے تیز اور انجن کی رفتار کا مقابله کرنے والا ہے - پس وہ اگرچه هر کام کیلیے موزوں ہے' لیکن جاسوسي کیلیے اسکی خدمات نهایت قیمتی اور بے بدل هیں - اسی لیے یورپ میں اس طرف خاص طور پر مزید توجه کی گئي -

(عهد جدید اور کتوں کا فوجي نظام تعلیم)

تمدن جدید نے کتوں کي فوجي تعلیم و تربیت کا جو نظام قائم کیا ہے ' اوس میں کتے کي اس آخرالذکر خصوصیت کو اور زیاده منظم اور باقاعده کردیا ہے -

میدان جنگ کا وہ منظر در حقیقت نهایت درد انگیز هوتا ہے ' جب توپوں اور بندوقوں کي زلزله انگیز صدائیں موقوف هوجاتی هیں ' اور میدان جنگ پر دفعتاً ایک سناٹا چها جاتا ہے - دنیا سمجهتي ہے که مصیبت کا زمانه اب چند گهڑیوں کیلیے سر سے ٹل گیا لیکن در حقیقت ایسا نہیں هوتا ' بلکه یهي وہ وقت هوتا ہے جب جنگ کے تمام نتائج معزنه بیک نظر سامنے آجاتے هیں !

اسوقت میدان جنگ کا دامن خون کے دهبوں کو همارے سامنے علانیه نمایاں کرتا ہے ' مقتولین کی لاشیں همارے آگے رنج و غم کا انبار لگادیتی هیں ' سب سے زیاده همکو وہ درد ناک صدائیں بیچین کرتي هیں جو مجروحین کي لڑکهڑاتي هوئي زبانوں سے نکل کر اعانت کی بیکسانه طلبگار هوتی هیں !

اکثر شام کے وقت یه درد ناک نظاره دیکهنے میں آتا ہے - اسوقت ایک مخصوص جماعت جو خاص مجروحین کی تلاش و اعانت کیلیے مقرر کردي گئي ہے' هاتهه میں چراغ لیکر اوٹهتی ہے' اور زخمیونکو ادهر اودهر ڈهونڈهتي پهرتي ہے - جب ان زخم رسیده لوگونکا پته لگ جاتا ہے تو اونکو ڈولیوں میں لاد کر فوجی شفا خانوں میں بهیجدیتي ہے -

لیکن بهت سے بدقسمت زخمی ایسے بهي هوتے هیں جنکے منهه سے آوازیں نہیں نکل سکتیں' بهت سے غاروں میں گرپڑتے هیں' اکثر پتهروں کی چٹانونکی آڑ میں چهپ کر همیشه کیلیے دنیا سے روپوش هو جاتے هیں بهتوں کو رات کی تاریکی چهپا لیتی ہے - اسلیے یه لوگ اس جماعت کی همدردي سے فائده نہیں اوٹها سکتے -

اس حالت میں صرف ایک کتا قدیم وفادار خادم کتا هی آنکی اعانت کرسکتا ہے وہ میدان جنگ کے ایک ایک گوشے کو ٹٹولتا ہے' اور زخمیوں کی ڈهونڈهنے والی جماعت کو اونکي طرف رهنمائي کرتا ہے !

خوش قسمتی سے زمانه قدیم کي تاریخ نے کتوں کے اس مخصوص وصف کو نمایاں کردیا - مشهور مسیحي بزرگ برنارڈ نے خاص کتوں کي ایک جماعت ترتیب دي تهي جو ان لوگوں کو هلاکت سے بچاتے تهے جو الپ کي پهاڑیوں میں برف اور سردي کي شدت سے ٹهٹهر ٹهٹهر کے مر جاتے تهے -

(جرمني اور کتوں کي فوجي تربیت)

سب سے پہلے جرمني نے برنارڈ کي اس همدردانه رسم قدیم کو تازه کیا - سنه ۱۸۹۳ء میں جرمنی کے اندر ایک انجمن کی بنیاد ڈالي گئي جسکا مقصد کتوں کو فوجي تعلیم و تربیت دینا تها -

چنانچه جرمن فوج کے هر دستے میں دو دو کتوں کو زخمیوں کي تلاش و جستجو کے لیے مخصوص تعلیم دیگئي اور سنه ۱۸۹۹ ع میں انجمن نے بلنٹر میں کتوں کي تعلیم کا سرکاري طور پر امتحان لیا -

امتحان کي صورت یه تھی که ایک اندھیري رات میں اسي قسم کے چار تعلیم یافته کتے میدان میں چھوڑ دیے گئے ' اور دو سو سپاهیوں کو حکم دیا گیا که میدان کے نشیب و فراز اور متفرق کھاٹیوں میں زخمیوں کی طرح لیٹ جائیں - کتوں کے آگے آگے پانچسو سپاهیوں کو زخمیوں کي ڈولیاں لیکر بھیجدیا گیا - وہ لوگ مشعل لیکر زخمیوں کو ڈھونڈھنے لگے - کتے بھي جستجو میں مصروف هوگئے - انھوں نے ادھر ادھر چکر لگایا ' اور تھوڑي دیر میں ان تمام مصنوعي زخمیوں کا جو ٹیلوں اور درختوں کی آڑ میں چھپے هوے تھے ' بغیر شمع و چراغ کے پته لگا لیا !

یورپ میں اس کامیاب تجربه کي اسقدر شهرت هوئی تھي که جب روس و جاپان کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو فریقین نے بڑي جد و جهد سے اس انجمن کے تمام کتے خرید لیے !

(اٹلی)

اٹلي میں اگرچه کتوں کي فوجی تعلیم و تربیت کے لیے کوئي مستقل انجمن قائم نهیں هوئی ' لیکن خود فوج نے اس طریقه کو جرمنی سے زیادہ ترقي دي اور کتوں کي تعلیم کے بعض جدید کامیاب تجربے کیے -

مثلاً کتوں کے گلے میں طوق ڈال کر اوسمیں بائیسکل کي لالٹین باندھدي جسکی روشني کا رخ صرف سامنے کي طرف هوتا هے - اوس طوق میں چھوٹي چھوٹي ڈبیاں لٹکا دي تھیں - اور ان میں بعض مقوي ' شیریں ' اور نشیلی دوائیاں تھیں جو زخمیوں کو وقتي فائده پهونچانے میں کامیاب ثابت هوتی هیں - ان تمام سامانوں کے ساتھه کتوں کو ۶۰ هیڈرمیٹر مربع میدان میں چھوڑ دیا گیا اور اوسکے ٹیلوں ' غاروں ' جھاڑیوں ' اور چٹانوں کی آڑ میں مصنوعی زخمي چھپا دیے گئے - کتوں نے میدان کے ایک ایک گوشے کو چھان ڈالا اور تمام زخمیوں کا پته لگا لیا جب کسي زخمی کا سراغ لگ جاتا تها - تو دو کتے فوراً فوج میں خبر دیدیتے تھے ' اور دو اتنے بھونک بھونک کے ڈولي والوں کو اونکي طرف بلالاتے تھے - دن کے لیے بھاري قسم کے دوڑوں الے زیاده ... هے ' اور رات کو دوڑوں ... والے کتوں کي آواز سے فائده اوٹھایا جا سکتا تها -

اسوقت تک کتوں کي تعلیم کا یه طریقه بھي نامکمل تها - کیونکه یه دونوں کام ایک هي کتے سے لیے جاسکتے تھے - اسلیے ایک اٹالین کپتان نے چند کتوں کو ایسی جامع تعلیم دي که جب کوئي زخمي اونکي نظر سے گذرتا تها ' تو فوراً وهاں سے هٹ آتے تھے اور ایک ایسے فاصله سے بھونکتے تھے که اونکي آواز فوج اور ڈولي والے سپاهي دونوں تک یکساں طور پر پهونچ جاتي تھي -

لیکن ابھي تک اس سے زخمیوں کي تعداد کا اندازه نهیں هو سکتا تها - ایک تعلیم یافته کتے نے اس مشکل کو بھي خود هی حل کردیا - اوسکو پاس پاس دو زخمي نظر آے اور اوس نے ایک هي وقت کے اندر فوج اور ڈولي والے ' دونوں کو خبر دیني چاهي - اس غرض سے وہ ایک مرتبه زخمي کے پاس آتا تها ' پھر دوڑ کے دوسرے زخمي کے پاس جاتا تها ' اور دونوں جگهه بھونک بھونک کے اونکي تعداد کي اطلاع دیدیتا تها !!

(انگلـستان)

انگریزوں نے فوجي حیثیت سے اب تک اسطرف چنداں توجه نهیں کي هے

شئون حـربیـه

جـرمنـي کا زرعـــی استـغنا

(کیا جرمني زیاده عرصے تک جنگ جاری نهیں رکهه سکتي ؟)

اگر جنگ نے طول کھینچا تو جرمني کا حشر کیا هوگا ؟

یه ایک سوال هے جو آج بار بار مختلف پیرایوں میں دهرایا جا رها هے - عام طور پر جو اسکا جواب دیا جاتا هے وہ یه هے که اسکا نتیجه جرمنی میں قحط و فاقه کشي هوگا - کیونکه ملک میں هر قسم کي درآمد بند هے ' اور وہ صدها ٹن غله جو مختلف اطراف عالم خصوصاً هندوستان سے هر هفتے جرمنی جاتا تها ' اب نهیں جاسکتا -

لیکن کیا یه صحیح هے ؟ کیا چند هي ماه کے بعد وہ وقت آجائیگا که جرمني کے پاس جان دینے کے لیے لاکھوں انسان ' اور جان لینے کے لیے ۴۰ پونڈ اور ۵۰ پونڈ کے انسان پاش گولے اور ۶ هاوٹزر کی بھاری بھاری باٹریاں تو هونگي مگر ' " گیهوں " اور " چنا " بلکه خود اوسکي دیسي پیداوار " آلو " بھي نه هوگا ؟ یعنے اسکے کیمپ سپاهیوں سے بھرے هونگے ' اسکے اسلحه خانے هتیاروں سے معمور هونگے ' مگر اسکے سفر مینا کی دکانیں قوت لایموت سے خالي هونگي ' اور اسطرح جرمني ' جنگجوئي اور ساز و سامان سے مغرور جرمنی ' عالمگیر طاقت بننے کے حوصلے میں بدمست جرمني ' فاقوں سے نزار ' اپنے دونوں گھٹنوں کے بل ' انگلستان و فرانس کے سامنے جھکي هوگی ' اور بصد عجز و نیاز صلح کي درخواست کریگي ؟ کیا یه ایک زخمي دل کي تنها امیدیں هیں یا واقعات بھي انکے ساتھه هیں ؟

اسکے جواب کے لیے کم از کم تھوڑي دیر کے واسطے همیں اپنے مطالعه کا موضوع مغربي اور مشرقي کارزاروں کے بدلے جرمنی کے داخلي کشت زاروں کو بنانا چاهیے ' اور جنگي نقشوں کي جگهه زراعتی رپورٹوں کي جدولوں اور خطوط هجوم و دفاع کي جگه ان خطوں کو دیکھنا چاهیے جو دهقاني کھیتي مٹي کي سطح زرعي پر گیهوں کو چنے سے الگ کرنے کیلیے کھینچ دیتے هیں ' نه که فتح کو شکست سے بدلدینے کیلیے .

(جرمنی کا زرعي خزانه)

زراعییات کا ایک ماهر مراسله نگار اخبار ڈیلي میل لندن میں لکھتا هے :

" اهل جرمنی کي عادت هے که وہ میدان جنگ میں اس وقت اوترتے هیں جب انکے کھیتوں میں فصل تیار کھڑي هوتی هے - اگر ایسا نهو تو وہ جنگ کو کسی نه کسي طرح ٹالدینگے - سنه ۷۰ ع کي جنگ میں شهزاده بسمارک نے " ایمس " کے تار میں جو ترمیم کی تھی وہ جولائی کے آخر کا واقعه هے - (ایمس کي تار سے وہ تاریخي ٹیلي گرام مقصود هے جو ولیم اول شاه پروشیا نے فرانس کے مطالبات کے جواب میں بھیجا تها ' لیکن اسقدر شایسته اور نرم الفاظ میں تها که اسے پڑھکر فرانس کے جنگي ارادوں کا اشتعال سرد پڑ جاتا ' اور جرمني پر حمله کرنے کے خیال سے باز آجاتا - پرنس بسمارک نے جب اس تار کو دیکھا تو جنگ کي امیدوں میں

مایوسی پیدا ہوگئی - وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح فرانس حملہ کرے اور پروشیا کو مجبورانہ جنگ میں پڑ کر ایک نئی فتح یاب اور متحدہ شہنشاہی کی تاسیس کا موقع ملے - بالاخر اس نے اصلی تار رکھہ لیا اور اسمیں جا بجا ایسی ترمیمیں کردیں جنسے جواب کا لہجہ بالکل بدل گیا' اور لفظ لفظ میں اشتعال انگیزی پیدا ہوگئی - اسی ترمیم کا نتیجہ سنہ ۷۰ کی جنگ فرانس و جرمنی ہے - تفصیلی حالات الہلال کے گذشتہ نمبروں میں زیر عنوان " اسباب جنگ " نکل چکے ہیں - الہلال)

اسکے بعد ۲ - اگست کو اعلان جنگ ہوا - یہ تاریخ اپنے اندر ایک حملہ آور فوج کے لیے بہت سے فواید رکھتی تھی - کیونکہ یہ مہینہ فصل کی طیاری اور پیداوار کی سرسبزی کا اصلی زمانہ تھا -

وہ جب شمشیر بکف ہوکے نکلی تو اسوقت اسکے پیچھے ملکی فصل بالکل محفوظ تھی - کیونکہ اب نہ تو کاشتکاروں کی پرورش کی ضرورت تھی اور نہ کسی قوم کی تباہی لانے کا خوف تھا - کاشتکار اپنا کام کرچکے تھے اور ملک سر سبز تھا - البتہ جس قوم کو تاراج کرنے کیلیے وہ نکلی تھی ' اسکی سر سبز اور لہلہاتی ہوئی کھیتیاں صرف اسکے رحم پر تھیں - کیونکہ دریاے "می یور" کے برابر "اردینس" کے جفاکش کسانوں کی کھیتیاں اگست تک طیار نہیں ہوئی تھیں' اور فصل کے کٹنے میں ابھی معتدبہ زمانہ باقی تھا -

یہ صحیح ہے کہ جرمن ایک دستکار قوم ہے' مگر اسکے ساتھہ ہی وہ اس حقیقت ثابتہ سے بے خبر بھی نہیں ہے کہ کسی قوم کی خود اعتمادانہ اور بے نیازانہ زندگی کے لیے کاشتکاری ناگزیر ہے اور اسلیے جہاں لاکھوں انسان اسکے لوہے اور اسٹیم کے طلسم زاروں میں مشغول رہتے ہیں - وہاں اتنی ہی تعداد میں اسکے افراد وطن اس قمارخانۂ طبیعۃ میں بیج اور محنت کی بازی بھی لگاتے رہتے ہیں' جسکو کھیت اور زراعت کہتے ہیں !

اسلیے اگر جرمن قوم جنگجو ہے' تو اس وہم سے بالکل مطمئن نہ ہوجانا چاہیے کہ وہ دست کار یا کاشتکار نہیں ہے - اسکے ہاتھہ توپوں کو سر کرنا' مشینوں کو چلانا' اور ہل جوتنا' تینوں کام جانتے ہیں اور ایک ہی وقت میں کرتے ہیں - عین اس وقت جبکہ اسکے ہاتھہ میں دنیا کی سب سے بڑی اور آخری جنگی ایجاد کا آلہ ہوتا ہے' اسکی نظریں ہل جوتنے کے چار پر لگی ہوتی ہیں جسے بہت جلد وہ اٹھانے والی ہے -

اس وقت جرمنی میں کاشت کاری ہمیشہ سے زیادہ اور وسیع تر اہم شے ہے' اور بالکل اسیطرح با قاعدہ اور منظم ہے' جسطرح اسکی ہولناک اور لا تعد و لا تحصی فوج - ایک مشہور انگریز تاجر تخم نے حال میں جرمنی اور اسٹریا ہنگری کی سیاحت ختم کی ہے - اسکا بیان ہے کہ گیہوں جرمنی میں بکثرت ہے' اور جب سے کہ جرمنی میں بسمارک کا "ٹیرف بل" پاس ہوا ہے' اسوقت سے جرمنی خاص طور پر ایک عمدہ غلہ پیدا کرنے والا ملک ہوگیا ہے - جرمن پولینڈ میں (یعنی پولینڈ کے اس حصے میں جو جرمنی کے ماتحت ہے) ہزاروں ایکڑ زمین میں کاشت ہوتی ہے - یہاں خرد سلطنت نے کسانوں کے لیے ۲۵ لاکھہ کی لاگت سے ۱۲ گھر بنوادیے ہیں -

کوئی ۲۰ ہزار پول (اہل پولینڈ) جو عموماً فصل کے زمانے میں اپنے گھروں کے اندر رہتے تھے' جنوبی اور مغربی جرمنی سے مشرقی جرمنی میں آگئے ہیں جہاں انکے خوب اچھی طرح جتے ہوے پیداوار کے کھیت ہیں !

جن جرمنوں نے اس سرزمین کی کاشت کو باقاعدہ اور با ترتیب بنایا ہے' انکا دعوی ہے کہ یہاں کی فصل اہل جرمنی کیلیے بالکل کافی ہوگی - اگر انسے پوچھیے کہ تمہاری غذا کا سامان کب تک چلیگا؟ تو وہ کہینگے کہ "ہمیشہ تک کے لیے" جسکے معنی یہ ہیں کہ ایک سال کے لیے کیونکہ دوسرے سال پھر فصل تیار ہوجالیگی !

جرمنی جسکے افراد کی بھوک اور خود اسکی بھوک ' دونوں طرح کی گرسنگیاں سرعت کے ساتھہ ترقی کر رہی ہیں' اگرچہ باہر سے اپنی غذا کا بہت سا سامان خصوصاً اپنی مرغیوں کی غذا منگوایا کرتی ہے' مگر در حقیقت جس قدر ضروری چیزیں انسانی غذا کے لیے ہیں ' اُن سب کو وہ بغیر باہر سے مدد لیے ہوے بلا تکلف اپنے لیے مہیا کر سکتی ہے - اور دوسرے ملکوں سے زرعی تجارت کیلیے مجبور نہیں ہے -

اگرچہ اس سال جرمنی' تہذیب اور انسانیت کا ایک گردن زدنی مجرم ہے' مگر یہ عجیب بات ہے کہ فصل اور پیداوار کی دیوی (..........) اُس پر پہلے سے کہیں زیادہ مہربان ہے - اس سال اسکے یہاں آلو کی پیداوار معمول سے بہت زیادہ ہوئی ہے -

عام طور پر جرمنی میں آلو کی صرف اسقدر کاشت ہوتی ہے کہ اگر فصل اچھی ہو تو بہت سا آلو بچ رہے - لیکن امسال اس حد سے بھی زیادہ فصل طیار ہوچکی ہے -

آلو کے علاوہ ہر طرح کی ترکاریاں اور گیہوں وغیرہ کی فصل بھی بہت عمدہ ہوئی ہے اور معمولی طور پر تمام امراض زرعی سے محفوظ ہے -

....

ہاں یہ سچ ہے اس نازک وقت میں انگلستان کی مدد کیلیے اسکے فرزندوں کی طرح اسکی سر زمین بھی اٹھہ کھڑی ہوئی ہے -

لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ اس قدر عمدہ فصل کے باوجود ہماری وہ حالت نہیں جو جرمنی کی ہے -

جس بیج کے تاجر انگریز سیاح کا اوپر ذکر آ چکا ہے' اسکا بیان ہے کہ ہنگری میں اس نے چنے کی اتنی بڑی فصل کبھی نہیں دیکھی تھی جیسی اس سال ہوئی ہے - وہ کہتا ہے کہ انکے کھیت میں سے دو ایک تو ۶۰ - ۶۰ ہزار کے ہیں' اور ان میں ریلوے لائن اور کارخانے بھی ہیں -

یہ کھیت اسطرح باقاعدہ غلہ پیدا کرتے ہیں جسطرح کہ ہمارے کارخانے با قاعدہ مصنوعات بناتے ہیں !

میں اس امر کی طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ فرانس' ہنگری' اور اسیقدر ام درجہ پر جرمنی ' یہ تینوں ایسے ملک ہیں کہ انکی پیداوار انکے لیے کافی ہے - وہ جنگ کی حالت میں باہر سے غلہ لینے پر مجبور نہیں ہیں - لیکن اس میدان میں روس کا بھی ذکر کرنا چاہیے - اسکے پاس سائبیریا ہے - گذشتہ سال ہمیشہ سے زیادہ نو آباد کار وہاں گئے ہیں - سائبیریا کی سر زمین اپنی پیداوار کے لحاظ سے تمام دنیا کا پیٹ بھر سکتی ہے - اور پچھلے دنوں اسمیں اسقدر ترقی ہوئی ہے کہ اکیلی سائبیریا چاہے تو تمام روسی فوج کو راشن دیتی رہے جسکی تعداد ۵۰ لاکھہ ہے -

ہاں ہمارے پاس بھی کنیڈا ہے جو نہایت جلد فصل ہمارے لیے بھیج سکتا ہے "

* * *

اس بیان سے اندازہ ہوگیا ہوگا کہ جرمنی کی زراعتی مجبوری کے متعلق جو بیانات عام طور پر مشہور ہوگئے ہیں انکی اصلیت تصدیق طلب ہے - آیندہ ہم جرمنی کی مالی حالت پر نظر ڈالینگے -

مطبوعات جدیدہ

اوراق ثلاثہ عتیقہ قرآن

Leaves From Three Ancient Qurans

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں ریوٹر ایجنسی نے قرآن کریم کے ایک قدیمی نسخہ کے انکشاف کی خبر مشتہر کی تھی جسکے اوراق ایک انگریز ایڈیٹر کے ہاتھہ آگئے ہیں، اور جنکے متعلق ڈاکٹر منگانا کی تحقیق ہے کہ وہ حضرت زید بن ثابت کی ترتیب (مزعومہ) سے پیشتر کی حالت کی خبر دیتے ہیں - اور انکے مقابلے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا موجودہ نسخہ " قدیم " نسخوں سے بالکل مختلف ہے : کبرت کلمۃ تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

اس واقعہ کو انگلستان کے علمی و اثری حلقہ میں جو اہمیت دی گئی، وہ اس سے واضح ہے کہ ریوٹر ایجنسی نے اسکی اطلاع ایک خاص ٹیلی گرام کے ذریعہ مشتہر کی، اور گویا تمام عالم کو اس انقلاب عظیم کے انتظار کی دعوت دی جو ڈاکٹر منگانا کی تحقیقات کی تکمیل و اشاعۃ سے دنیا کے سب سے بڑے تاریخی اعتقاد پر طاری ہو جایگا !

اسمیں شک نہیں کہ یہ خبر بہت ہی عجیب تھی - تاریخی و اثری مباحث میں مذہبی اعتقادات سے قطع نظر کرلینی چاهیے - لیکن تاریخی حیثیت سے بھی محفوظات قدیمہ و خطیہ میں دنیا کی تمام عمر کا راس المال صرف وہی ایک کتاب ہے، جسکی "عجیب و غریب حفاظت" کی کوئی نظیر سر ولیم میور کو نہیں ملی، اور جو سیل کے اعتقاد میں بھی " بہر حال نا قابل اعتراض تحفظ " ہے، اور اسپرنگر کی زبان میں "کسی قوم کیلیے یہ شرف بس کرتا ہے کہ وہ ایک ایسی اعجاز اثر حفاظت کی حامل ہو" -

پس فی الحقیقت اُس شخص سے بڑھکر عالم انسانیت کے اعتقاد کا فاتح اعظم اور کون ہو سکتا ہے، جو دنیا کی اس ایک ہی محفوظ کتاب کی تاریخ کو تاخت و تاراج کرے، اور دنیا اپنی تمام عمر میں جس ایک ہی چیز کو ایک محفوظ رکھہ سکی ہے، وہ بھی اس سے چھین لے ؟

لیکن کیا وہ " فاتح اعظم " آگیا ؟ اور اس اثری انقلاب کا علم ڈاکٹر منگانا کے کاندھے پر رکھا جا سکتا ہے ؟

اولوالعزم " قیصر " کا تمام یورپ کے مقابلے میں اسکندر اعظم سے بڑھکر فاتح ارضی ثابت ہو جانا اس ہولناک فتح اثری کے مقابلے میں کچھہ حقیقت نہیں رکھتا، جسکا مستحق ڈاکٹر منگانا کو (بشرا ت میکم اگینس اسمتھہ) ہونا چاہیے بشرطیکہ وہ مستحق ہو سکے - کیونکہ عجیب و غریب "قیصر" اس زمین کو بدلنا چاہتا ہے جو ہمیشہ بدلتی رہی ہے - لیکن عجیب تر منگانا اوس حقیقت کو منقلب کرنا چاہتا ہے جو خود تو کبھی نہ بدلی لیکن اس نے اپنے استقرار ابدی و الہی سے تمام دنیا کو بدل دیا ! اصلها ثابت و فرعها فی السماء -

(فاتح اعظم کا انتظار)

بہر حال یہ ٹیلیگرام تاریخ عالم کی اعتقادی سرزمین کے لیے ایک الٹی میٹم تھا، جس نے ایک ہولناک " فاتح اعظم " کے مسلح ہوکر نکلنے کی ہمیں ہیبت بخشی تھی - مقدونیا کے سکندر نے جب ایران اور ہندوستان کی طرف رخ کیا تھا تو یقیناً اسکا کام اتنا عظیم و مہیب نہ تھا جیسا کہ کیمبرج کے اس اثری فاتح کا - اس نے مشرق و مغرب کو اپنی تلوار فتح سے ناپا، لیکن وہ انسانی معتقدات کی ایک انچ سر زمین میں بھی تغیر پیدا نہ کرسکا - مگر بیسویں صدی کا یہ اثری فاتح کرۂ ارضی کے سب سے بڑے محکم اعتقاد کو فتح کرنا چاہتا تھا - اسکا اسلحہ بالکل نیا تھا - اس نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنے صدہا پیشروں کی طرح نہ تو مذہبی تعصب کے انکار محض کے ساتھہ آئیگا اور نہ قیاسات و ظنون کے پیدا کردہ شکوک و شبہات سے مدد لیگا - کیونکہ اسکی فاتحانہ اولوالعزمی اس سے بہت بلند تر ہے کہ اپنے کم ہمت پیشروں کے نقش قدم کو دلیل راہ بنائے - بلکہ ایک ہزار سوا تین سو برس کی سب سے زیادہ روشن تاریخی مدت میں وہ پہلا شخص ہوگا جو ذہن و قیاس کے فریقانہ دعوؤں کی جگہہ لکھے ہوے کاغذوں اور مادی آثار و شواهد کے نا ممکن التسخیر آلات کی گرج میں ظہور کریگا، اور تیس کروڑ انسانوں کے اعتقادات کو اپنے سامنے سرنگوں اور عاجز و درماندہ دیکھیگا - پھر آہ ! اُس وقت وہ مسکین قوم کیا کریگی جسکی تمام ملی و اجتماعی ہستی کا دار و مدار صرف اسی اعتقاد کی چٹان پر تھا جو اس قاہرانہ قوت کے ساتھہ گرادی جائیگی ؟ لقد استکبروا فی انفسهم و عتوا عتوا کبیرا -

(فاتح اعظم کا ظہور)

بالاخر تاریخ عالم کے سب سے بڑے اعتقادی انقلاب کی ہولناک ساعت آگئی - اور ڈاکٹر منگانا کی کتاب کیمبرج یونیورسٹی پریس سے چھپکر شائع ہوگئی !

اس عظیم الشان ظہور کا نتیجہ کیا نکلا ؟ کیا تاریخ صحائف نے اپنا سب سے بڑا انقلاب قبول کرلیا ؟ کیا وہ فتح عظیم ظہور میں آگئی جو ہزارہا اسکندروں کی مجموعی قوت سے بھی نہیں ہوسکتی تھی ؟ کیا اعتقاد کی دنیا بدل گئی اور منگانا تاریخ و اثریات کا فاتح اعظم ہے ؟

ان سوالوں کا جواب یہ کتاب بتلائیگی - " قیصر " کے فتح و شکست کا ہم ابھی فیصلہ نہیں کر سکتے، لیکن " منگانا " کے معرکے کا نتیجہ بتلا سکتے ہیں -

(اوراق ثلاثہ قرآن)

یہ کتاب اواخر اگست کی کسی ڈاک میں ہمیں ملگئی تھی لیکن جنگ کے متعلق مضامین کی اسقدر کثرت رہی کہ اسکے متعلق گنجایش نہ نکل سکی - تاہم بلجیم اور سرحد فرانس کی جنگ کی مشغولیت میں اس جنگ عظیم کو نہیں بھول جانا چاهیے جسکا اعلان اس سے کہیں زیادہ طاقت و ادعا کیساتھہ کیمبرج میں اعلان کیا گیا تھا - ہم جناب مولوی نجم الدین احمد صاحب ریٹائر ڈپٹی کلکٹر (کلکتہ) کے ممنون ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کو ایک ہفتہ تک اپنے پاس رکھا اور اسکے تمام مطالب کا ترجمہ ہمارے لیے مہیا کردیا -

آیندہ نمبروں میں ہم اس اثری حملے کی فتح وشکست پر نظر ڈالدینگے -

مکاتبات حربیہ

شعلہ زار جنگ کا پہلا آتشکدہ

سرویا اور آسٹریا

ڈیلی ٹیلیگراف لنڈن کا مراسلہ نگار جنگ وسط اگست میں "نش" سے لکھتا ہے:

"میں کل سالونیکا سے اسی ٹرین پر روانہ ہوا جس پر شہزادہ اریندس آرہے تھے - اس اسٹیشن پر سے ایک گشتی تار تمام اسٹیشنوں کے نام شائع کیا گیا تھا جسمیں یہ اعلان تھا کہ "سرویی فوج نے ایک قلعہ بند مقام وسگارڈ اور اسکے علاوہ چند شہروں پر قبضہ کرلیا ہے اور بوسینیا کو تاراج کر رہی ہے"

مگر یہیں مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ خبر قبل از وقت ہے - سرکاری طور پر جس خبر کی تصدیق کی گئی ہے وہ صرف اسقدر ہے کہ بوسینیا کی سرحد پر جو ایک چھوٹا سا مقام "اور تچا" ہے اسکے آگے آسٹرین فوج نے اپنے عارضی قلعوں (بلاک ہاؤسیز) کو مسمار کردیا' اور اس گاؤں کو خالی کرکے پاس کی ایک پہاڑی پر چلے گئے - پھر گولہ باری شروع کی جو کئی گھنٹہ تک جاری رہی -

مذکورہ بالا مبالغہ آمیز خبر قصداً اپنے ملک میں شائع کی گئی تھی - اسکا مقصد یہ تھا کہ قوم کا جوش جو قدرتاً آغاز جنگ کے وقت بہت کم تھا' اسمیں تحریک و برانگیختگی پیدا ہو جاے -

اسیطرح ان سرویی فتوحات کا جشن منانے کے لیے کل بڑے گرجا میں ترانۂ حمد (ٹی - ڈی - ایم) گایا جانے والا تھا جو محض ایک منفی شکل میں ہے - یعنی وہ صرف اس حد تک ہی فتوحات کی خوشی ہے کہ آسٹریا اپنے تاراج کے ارادے میں کامیاب نہ ہوا -

تاہم یہ پالیسی بار آور ہوئی ہے - لوگوں میں اور خصوصاً فوجی افسروں میں بہت ہی جوش و خروش پھیلا ہوا ہے - ان فوجی افسروں کے پیش نظر اب ایک مدافعانہ جنگ نہیں بلکہ فتح ہے جس سے ہرزگونیا' بوسینیا' اور بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر ایک بندرگاہ کے متعلق انکی قومی آرزوئیں پوری ہونگی -

(سرویا میں فوجی اجتماع)

فوجی اجتماع قریباً مکمل ہوگیا ہے - ۱۸ - سے ۵۵ سال تک کے تمام مرد فوجی خدمت پر مجبور کیے گئے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ جسقدر آدمی اسوقت تک جمع ہوچکے ہیں' انکی تعداد ۳ - لاکھ ۵۰ - ہزار تک ہوگی - مگر ان میں بڑا حصہ خام کار رنگروٹوں کا ہے - رنگروٹوں میں سے میں نے ۲ ہزار کو اسکوب کے باہر فوجی مشق کرتے دیکھا - رنگروٹوں میں جو لوگ بہت بوڑھے ہیں' ان سے جدید سرویا میں اجنبی آبادی کی نگرانی کرائی جائیگی - افسروں اور وردی وغیرہ کی قلت کی وجہ سے ایک معقول تعداد کی بے قاعدہ جماعتیں بھی بنائی جارہی ہیں - یہ جماعتیں بوسینیا میں جائینگی اور وہاں کی سرویی آبادی میں انقلاب برپا کرینگی -

سرویی سپاہ میں در حقیقت لڑنے کے قابل آدمیوں کی تعداد صرف ۲ - لاکھ ۵۰ - ہزار ہی ہے - روسی سپاہ کے مقابلہ میں یہ تعداد کتنی ہی کم سہی مگر اسکو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - کیونکہ یہ میدان کی موج ہر طرح آراستہ ہے' اسکے علاوہ اسمیں وہ تجربہ کار لوگ بھی ہیں جو دو جنگوں کی آتشباریوں میں رہچکے ہیں -

آج میں کئی گھنٹے تک اسٹیشن سے فوج کی روانگی کا منظر دیکھتا رہا - تمام آدمی پوشاک اور دوسرے ساز و سامان سے بخوبی آراستہ تھے - میں نے بہت سے لوگوں سے پوچھا اور ہر ایک نے یہ جواب دیا کہ ہم جنگ بلقان کے فلاں فلاں معرکے میں شریک رہچکے ہیں - ہر ٹرین جب اسٹیشن سے روانہ ہوتی تھی تو وہ جوش کے ساتھ گاتے تھے اور سب خوش اور بشاش معلوم ہوتے تھے -

فراہم شدہ فوجیں خاص طور سے سرویی ہنگری سرحد پر یکجا کی جا رہی ہیں - میں نے دیکھا کہ ۱۴ - ٹرینیں اسٹیشن سے روانہ ہوئیں - ان میں سے ۱۳ تو بلغراد کی طرف گئیں اور ایک ازالس کی طرف جو سرحد بوسینیا سے قریب ترین اسٹیشن ہے -

(نقشۂ جنگ)

معلوم ہوتا ہے کہ یقیناً یہ فیصلہ کرلیا گیا ہے کہ شمالی سرحد پر حملہ کرکے اس کام کی کوشش کی جائے جسمیں آسٹریا ناکام رہی ہے - یعنی سرویی فوج دریاے ڈینیوب کو عبور کرکے روسی فوج سے جا ملے -

اسٹاف افسروں نے مجھسے بیان کیا کہ اجتماع جمعہ (۷ - اگست) تک مکمل ہو گیا - اسکے بعد سے حملہ شروع ہوا ہے - اب فوجیں آگے بڑھنا شروع کردینگی -

بلغراد میں کل کا دن خاموشی اور سکون کا دن تھا' مگر آج صبح سے آسٹرین فوج نے مقام سلم سے پھر گولہ باری شروع کی ہے - مجھسے وزارات خانے میں بیان کیا گیا کہ ابتدائی گولہ باریاں تو بیقاعدہ اور تھوڑی دیر تک ہوئی تھیں' مگر اس دفعہ گولہ باری مسلسل اور دیرپا ہے -

یہ معلوم ہوتا ہے کہ جرمن ؛ : آجانے اور شہر پر قبضہ کرلینے کے متعلق جو سمن شائع ہوا تھا اور جسکو بلغراد کے سول گورنر نے دو بارہ نا منظور کردیا ہے' اس سے سخت ناراضی پیدا ہوگئی ہے' اور انکا یہ ارادہ ہے کہ بلغراد کو جلا کر خاک کردیں -

اس ارادہ کی اہمیت کی طور پر مجھسے بیان کیا گیا کہ جرمن وزیر کی بیوی بلغراد میں رہگئی تھی - اس سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ بلغراد سے "نش" میں آکے اپنے شوہر سے ملجائے جو اسوقت تک "نش" میں موجود ہے - تاہم میرا خیال ہے کہ کل تک پروانہ راہداری اسے ملجائیگا -

(بلغراد پر گولہ باری)

توپخانہ کا ایک فرنچ کپتان ڈنچاؤ نامی ہے جو کل صبح تک بلغراد میں تھا اور اب فرانس میں اپنی فوج سے ملنے جارہا ہے - اسکے روز نامچہ سے میں ذیل کا اقتباس دیتا ہوں - اس اقتباس سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ گولہ باری کے زمانہ میں بلغراد کی حالت کیا تھی؟

۲۸ اور ۲۹ - جولائی کی تاریک اور بے چاندنی کی شب میں دوئی ایک بجے ریلوے کے پل کے قریب توپوں نے گولہ باری شروع کی - میں اپنے کمرہ سے جو ہوٹل مواسکوا کی تیسری منزل میں تھا' دریاے سیو میں جو کچھ ہورہا تھا' اسے پوری طرح دیکھ رہا تھا - پل کے قریب سرویی ساحل کی طرف ایک بہت بڑی تاریکی بڑھتی ہوئی نظر آئی - اس آگے بڑھنے والی تاریکی اور دریا کے دونوں ساحلوں سے آگ کے شعلے نظر آتے تھے اور توپخانوں کی گرج غیر منقطع تھی -

دفعتاً ایک بجکے ۲۵ منٹ پر سرویا کی طرف پل کی چوٹی پر شعلے بھڑکتے ہوے نظر آے جس سے شہر اور اسکے مضافات روشن ہوگئے - ایک سخت دھماکا ہوا اور پل کی بنیادیں ہلگئیں' جب صبح کو میں نے دیکھا تو پل بالکل مسمار ہوگیا تھا - اسوقت سے پہلے ہی شہر پر' پھر گڑھی پر' پھر اسکے میدان پارک پر' گولوں کی بارش شروع ہوگئی تھی مگر سرویی اسکا جواب نہ دیسکے - کیونکہ انہوں نے اپنے توپخانے ہٹا لیے تھے -

غالباً یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک کھلے ہوے شہر پر گولہ باری ہوئی ہے - پرنس مشیل اسٹریٹ کے گھروں پر بھی گولے آکے پھٹتے تھے جب آگ شہر کی طرف پھیلنے لگی میں اپنی کمرہ سے یہ تحقیق کرنے کیلیے نکلا کہ بربادی کیونکر شروع ہوئی ہے؟

بریدِ فرنگ

آسٹرین قلمرو میں روس کی عظیم الشان اور هولناک فتوحات کی جو خبریں که گذشته هفتوں میں آ رهی تهیں' انکے متعلق شروع سے همارا خیال هے که اگر ان خبروں میں مبالغه کے ساتهه نصف حصه بهی سچ کا هے تو یقیناً اس کا اصلی سبب آسٹرین فوج کا سلافی عنصر هے - آسٹریا میں سلافی نسل کی ایک وسیع تعداد موجود هے' اور یه ظاهر هے که وه روس کے مقابلے میں کسی طرح بهی فوجی جوش کے ساتهه نهیں لڑ سکتی جسنے بظاهر صرف سلافی نسل کی حمایت میں ٹیوٹن اقوام کے خلاف اعلان جهاد کیا هے -

اگرچه اس حقیقت کا اعتراف صاف لفظوں میں نهیں کیا گیا هے' اور شاید اگر اقرار کیا بهی جائے تو اسوقت جب تیغ جنگ اپنے دور تمثیل کر کے نیام میں آ چکی هوگی' اور قلم تاریخ اپنا دور تمثیل کرنے کے لیے مستعد هوگا - ..

تاهم گذشته میل کی لندن سے آئی هوئی بعض معلومات اس پر روشنی ڈالتی هیں -

ٹائمز آف انڈیا کا نامه نگار لندن اپنی ۲۱ اگست کی مراسلت میں لکهتا هے :

" آسٹرین سپاه سے سلافی رجمنٹوں کی بغاوت کی خبریں آرهی هیں - یه بهی خبر آئی هے که هرزگوینا اور بوسینیا میں علم بغاوت بلند کیا گیا هے -

اسوقت جبکه یورپ زیر و زبر هو رها هے' آسٹریا کا اپنی قدیم حالت پر رهنا ایک معجزه هے - اسلیے اسوقت جو کچهه هو رها هے اسیکی توقع تهی - اسکے ساتهه یه بهی یاد رکهنا چاهیے که آسٹرین سپاه ایک بے ترتیب مجموعه هے جسمیں نصف حصه سلافی عنصر کا هے - اس سلافی عنصر کو روس کے ساتهه عظیم الشان همدردی هے' اور خاندان هیپسبرگ (یعنے شاهنشاه آسٹریا کیونکه وه اسی خاندان سے هے) کے ساتهه ذرا بهی همدردی نهیں "

غالباً اب یه سمجهه میں آگیا هوگا که ایک لاکهه آسٹرین فوج مجهول التعداد روسی فوج کے آگے کیونکر هتیار ڈالدیتی هے ؟

مسئلـــهٔ مصـــر

یوروپین اخبارات کے اشیاء کا افرینه میں جو تنخواه دار ایجنٹ هوتے هیں اور جنکو وه " خاص مراسله نگار " کهتے هیں' انکی عام حالت یه هے که اولاً تو اختلاف قومیت اور دیسی زبان سے ناواقفیت کی وجه سے ملک کے عام اور حقیقی جذبات و خیالات سے بے خبر رهتے هیں - پهر ان موانع کے با وجود انکو جسقدر بهی حالت کا علم حاصل هوتا هے' انکو جب ترتیب دینے بیٹهتے هیں تو اپنی اس حیثیت کو ملحوظ رکهتے هیں که وه وقائع نگار نهیں بلکه " مراسله نویس " هیں' اور وه بهی مراسله نویس " خاص " یعنے ماجور و تنخواه دار ایجنٹ !

پچهلے هفتوں میں " نیرایسٹ " کے مراسله نگار نے قاهره مصر کے متعلق جو مراسلتیں بهیجی تهیں' ان میں یه دکهایا تها که مصر میں عمائد و اعیان' لیڈر' دیسی پریس' جمهور' غرض هر طبقه اس جنگ میں انگلستان کے ساتهه هے - اس کوشش میں کونسی روح کام کر رهی تهی ؟ یه که انگلستان کی شاهنشاهی ایک متحده شاهنشاهی هے' اور مصر جو اگرچه عملاً ملحق هوچکا هے مگر زبانی طور پر ملحق نهیں هوا هے' وه بهی انگلستان کے ساتهه اسی طرح شریک هے جسطرح که شاهنشاهی کے تمام افریقی اور ایشیائی علاقے جنکا الحاق عرصه هوا مکمل هوچکا هے !

لیکن اخبار " کیپیٹل " کے نامه نگار قاهره نے جو مراسلت بهیجی هے' اس نے اس کوشش کا پرده چاک کردیا هے - وه لکهتا هے :

" جب جنگ شروع هوئی هے تو اسوقت مصر کے دیسی زیاده تر بے تعلق سے تهے' لیکن جب انهوں نے دلچسپی ظاهر کرنا شروع کی تو اسوقت انگریزوں کے طرفدار هوگئے - مگر دس یا پندره دن کے اندر هی حالت یکسر مختلف هو گئی - یه معلوم هونے لگا که ملک کے اس گوشے سے اس گوشے تک جرمنی کی طرفداری کی ایک عام هوا چلگئی هے !

قاهره وغیره کے قهوه خانے آسٹرین اور جرمنی کی عظیم الشان فتوحات پر سر گرم مباحثوں کا مرکز بنگئے' اب انکے متعلق طرح طرح کے قصے هر طرف پهیلے هوے هیں -

ان افسانوں کے اصلی سر چشمے کا سراغ لگانا چنداں مشکل نهیں - قسطنطنیه سے مصر میں جرمنی کے ایجنٹوں کا ایک سیلاب آگیا هے' جنمیں زیاده تر ترک افسر هیں یه گاؤں گاؤں پهرتے هیں' جرمن اور آسٹرین کامیابیوں کی داستانیں بیان کرتے هیں' اور یه ظاهر کرتے هیں که جب انگلستان اور فرانس کو شکست هوگی تو اسوقت هم مصر کی طرف توجه کرینگے' اور یهاں جسقدر انگریز هیں سبکو قتل کر کے مصر کی آزادی کا اعلان کر دینگے ! "

ترکوں کو مطعون و بدنام کرنا اور انکی طرف سے انگلستان کے خلاف سنگین ارادوں کو منسوب کرنا عام انگریزی مراسله نگاروں کی ایک دیرینه عادت هے - یه ابهی حال هی کا واقعه هے که اسی مراسله نگار " کیپیٹل " کے خوابه کا ش رویٹر ایجنسی نے اطلاع دی تهی که جب " گیوبن " اور " بریسلا " جهاز دردانیال میں پهونچے اور ترک افسران پر گئے تو انهوں نے جرمن افسروں کے ساتهه برادرانه برتاو کیا - پس " کیپیٹل " کے نامه نگار نے ترکوں پر انگریزوں کے قتل کے تهیه کا جو الزام لگایا هے تو اسنے کچهه بهت زیاده ترقی نهیں کی هے - اس دور ارتقاء میں الزام آفرینی و بهتان بافی کے فن میں اپنے ایک هم مشرب سے صرف ایک دو قدم هی آگے بڑها هے !

اب یه همارا فرض هے که اس بیان کی نقادانه تحلیل کریں اور واقعه کو اس حصه سے علحده کرلیں جو راویوں کے مسموم قلم کی دسیسه کاری خلاقی کا نتیجه هے -

اس بیان کی کائنات صرف چار امور هیں : قسطنطنیه سے عثمانی افسروں کی آمد - جرمن اور آسٹرین کے متعلق بعض مختلف خبروں کی اشاعت' مصر کی عام رائے میں تغیر' اور ترکونکا انگریزوں کو قتل کرنے کا اراده -

یه بظاهر بعید هے که تمام واقعه بے اصل هو' اور سچ یه هے که اسکو غلط کهنے کی ضرورت بهی نهیں - یه بالکل ممکن هے که چند یا چند سے زاید عثمانی افسر مصر آئے هوں جنکو نامه نگار کا زهر بار قلم " ترک افسروں کے سیلاب " سے تعبیر کرتا هے -

یه بهی ممکن هے که ان افسروں کے ذریعه یا انکے علاوه کسی اور واسطه سے مصری پبلک تک فرانس میں جرمن اور روسی پولینڈ میں آسٹرین پیشقدمی کے متعلق زیاده تفصیلی اور زیاده صحیح حالات پهونچے هوں - اور اسلیے قدرتی طور پر مصر کی عام رائے میں تغیر پیدا هوگیا هو جو پہلے صرف یک طرفه خبروں میں مقید تهی -

ترکوں کے خلاف ایک متعصب انگریزي مراسله نگار کے خوابیده بغض و عداوت کے بیدار کرنے کے لیے اسقدر کافي تها - اس نے موقع سے فائده اتها کے انگریزي عام راے کو ترکوں کے خلاف برانگیخته کرنے کے لیے اسقدر اپني طرف سے تصنیف کردیا که ترک معرکه آرائي اور انگریزوں کے قتل کا اراده ظاهر کر رهے هیں !

ورنه یه ظاهر هے که ترک مصر کے حالات سے اتنے ناواقف نهیں که انهیں یه تک معلوم نه هو که مصر پر انگلستان کے آهني پنجه کی پوري گرفت هے ' اور نه اتنے ساده لوح هیں که وه یه سمجهتے هوں که چند افسر یا بقول مراسله نگار کیپیٹل . " افسروں کا سیلاب " بغیر فوج کے مصر کو انگریزوں کے پنجے سے نکالسکتا هے - رهي مصري فوج ' تو اسکي حالت همیں اچهی طرح معلوم هے -

عزیز بک مصـــري

خیر ' یه تو اس افسانه کی درمیانی داستان تهی - یه مراسله نگار حفاظت مصر کے انتظامات و تدابیر کے متعلق لکهتا هے :

" بهت کوشش کی گئي که مصري هر طرف علم بغاوت بلند کردیں - تاهم انکي کوشش ناکام رهي ' اور اسوقت ملک کي حالت اچهی طرح حکومت کے هاتهه میں هے - ساتهه هي ان ترکی افسروں میں سے اکثر پا بزنجیر بهي کرلیے گئے هیں "

قارئین کرام کو یاد هوگا که جب عزیز بک المصري بعض معاملات طرابلس کے سلسلے میں قسطنطنیه میں گرفتار کیا گیا تو تمام انگریزي پریس بیک آواز اسکي حمایت میں چیخ اٹها تها ' اور جسطرح اسوقت انگلستان نے بلجیم کی حمایت میں تیغ علم کیا هے ' اسي طرح اسکي زبان حال ٹائمز نے شمشیر قلم بلند کی تهي ' اور ترکوں اور خصوصاً انور پاشا فاتح ادرنه کے خلاف ایک قلمي معرکه بپا کردیا تها -

غالباً آج یهي " معصوم و مظلوم " عزیز بک المصري قسطنطنیه کے بدلے خود اپنے گهر میں پابجولاں هے !

چنانچه یه مراسله نگار لکهتا هے :

" اگر افواه صحیح هے تو ان اسیروں میں عزیز بک المصري بهي شامل هے جسکو انور پاشا کے پنجه ظلم سے چهڑانے کے لیے انگلستان نے چند ماه هوے عین وقت پر مداخلت کی تهي -

دارالسلطنت کے اندر بغاوت کے جرم میں دیسي فوج کے چند افسر بهي گرفتار هوے هیں - افواه هے که انکي تعداد ۴۰ هے - .... کل هندوستاني فوج کی پهلي قسط نهر سویز کے ساحل پر اتری هے اور مزید فوج آج اتر رهي هے - اب ۴۸ گهنٹے کے اندر اندر مصر کی محافظ فوج اتنی قوي هو جائیگی که کسي داخلي یا خارجي خطره کے مقابله کے لیے کافی سے بهي زیاده هوگی " : انهي نکتوں [illegible] !

تجویزات مرکزی کمیٹي شیعه کانفرنس

(منعقده ۲۴ ستمبر ۱۹۱۴ع)

(۱) تجویز هوا که اجلاس هشتم کانفرنس بتاریخ ۱۸ ۱۹ ۲۰ اکتوبر سنه ۱۹۱۴ع لکهنؤ میں منعقد کیا جاے -

(۲) جو ٹکٹ فروخت هوچکے هیں وه انهیں تاریخ و مقام کیلیے کام میں آئیں اور سفرا سرخي سے تاریخ حال بتادیں -

(۳) دوکانات طعام کا مناسب نرخ کے ساتهه انتظام کردیاجاے -

آنریري جنرل سکریٹري

سید علي غضنفر عفي عنه

مدارس اسلامیه

باز گـو از نجـد و از یاران نجـد

حال میں همیں وه عرضداشت ملگئي هے جو ارباب ندوه نے هر هائنس سرکار عالیه بهوپال کي خدمت میں اجراے وظیفه کے لیے روانه کی هے اور جس کے تمام مراتب نهایت پوشیدگي کے ساتهه طے کیے گئے تهے - آینده نمبر میں هم اس تحریر کي متعدد کذب بیانیوں اور خدع و حیل کو آشکارا کرینگے :

بحضور سرکار عالیه ریاست بهوپال ـــ هم ارکان ندوة العلماء اس وجه سے که بندگان حضور کے دامن دولت سے اکثر مدارس اسلامیه وابسته هیں اور بندگان حضور کو دارالعلوم ندوة العلماء سے خاص دلچسپي و همدردي هے ' نهایت ادب سے معروضات مندرجه ذیل کے پیش کرنیکي اجازت چاهتے هیں :

من ابتداے سنه ۹ع حضور سے مبلغ ۳ هزار روپیه سالانه کی امداد دارالعلوم ندوة العلماء کو مرحمت هوتي تهی ' مگر امسال چند واقعات ایسے پیش آئے جن سے ندوة العلماء کي نسبت ملک میں بد ظني پهیلي اور ایک برا اثر اوسکا یه هوا که امداد شاهانه بهي عارضی طور پر ملتوي کردي گئی - اوسکے بابت جو اصلي حالات هیں لونکو مختصراً سرکار عالیه کے خدمت میں عرض کرنا هم اپنا فرض سمجهتے هیں - عرصه ۹ سال سے دارالعلوم ندوه کا انتظام اس طور سے تها که شمس العلماء علامه شبلی نعمانی معتمد دارالعلوم تهے ' اور جمله اندروني انتظام متعلقه درس وغیره انکے زیر اثر اور نگراني میں تهے - جولائي سنه ۱۳ع میں علامه موصوف نے بلحاظ اون معاملات کے که جنکا اعاده خالی از تکلیف دهي حضور نهیں هے ' اپنے عهده سے استعفا دینا تجویز کرکے ایک استعفا نامه باضابطه مجلس انتظامیه میں پیش هونیکو بهیجا ' اور اس استعفا کی اشاعت اخبارات میں کرائي - جلسه انتظامیه منعقده ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - جولائي سنه ۱۳ع نے اون وجوه پر جو باعث استعفا دینے علامه موصوف هوے تهے ' کامل غور کے بعد استعفا کو منظور کرلیا اور اوس انتظام کو جو قبل از تقرر معتمدي علامه موصوف مطابق دستور العمل قائم تها پهر جاري کیا - اس موقعه پر یه عرض کرنا خلاف ادب نهوگا که علامه موصوف کے طریقه عمل مابعد سے هم ارکان ندوة العلماء نیز اهل قوم پر صاف طور سے واضح هوگیا که علامه موصوف کا استعفا دینا محض ایک قسم کي دهمکی تهي اور در اصل استعفا دینا نهیں چاهتے تهے ' کیونکه فوراً بعد اطلاع منظوري استعفا کے اخبارات میں مضامین خلاف فیصله جلسه انتظامیه و منظوري استعفا علامه شبلی نکلنا شروع هوئے ' اور اس بات کي کوشش شروع هوئی که طلباء دارالعلوم میں خلاف انتظامات جدیده کے شورش پیدا کیجاے ' اور هر طرح سے اهل قوم کو دکهایا جاے که جدید انتظام مضر و مخالف مقاصد ندوه هے - بندگان حضور کو کار روائی جلسه انتظامی ۲۶ - مارچ سے واضح هوگا که جو نا مناسب کارروائیاں اس بارے میں هوئیں انکا اثر یه هوا که ایک گروه مخالف انتظام جدید کا اوسي وقت سے پیدا هوگیا ' اور هم ارکان ندوه کو آینده کافي موقع نهیں ملنے پایا تها که نقائص کي اصلاح کرتے که اس مخالفت نے بصورت اسٹرائک طلباء دارالعلوم ایک

سخت هیجان پیدا کردیا - اسٹرائک کے متعلق جو کچھه کارروائی که هم ارکان نے کی' وه حضور عالیه کو واقعات اسٹرائک و کارروائی جلسه انتظامیه منعقده ۲۶ مارچ سنه ۱۴ سے واضح هوگی - هم ارکان ندوة العلما کو اس بات کا یقین هے که گو اسٹرائک طلباء دارالعلوم کا کوئی اور سبب بهی هو' لیکن واقعی اور اصلی سبب اسکا وه تحریک تهی جس کا ذکر مولوی عبد السلام صاحب نے اپنے خط مورخه ۲۰ جولائی میں کیا هے -

اصل مقصد بانیان اسٹرائک کا یه تها که ملک اور قوم کو یه دکهایا جاے که یه نتیجه بدنظمی انتظام جدید کا هے' اور ان کوششونکے پورا کرنے کے لیے بعض حضرات نے ایک کمیٹی بنام انجمن اصلاح ندوة العلما ۱۵ مارچ سنه ۱۴ ع کو قائم کی' اسمیں سے غالب تعداد انهیں لوگونکی تهی جو خود انتظام جدید کے خلاف شورش پیدا کرنیوالے تهے - مگر اسکے نام اور مقصد نے بعض لوگونکو مغالطه دیا' اور بعض ایسے اصحاب جو اس جماعة سے علحده تهے وه محض اپنی نیک نیتی سے اسمیں شریک هوگئے- هنوز انجمن اصلاح ندوه لکهنؤ نے کوئی عملی کام متعلقه اصلاح ندوه نه کیا تها که ۱۰ مئی کے جلسهٔ دهلی کا اعلان کیا گیا' اور مقصد اوس جلسه دهلی کا بعینه یا قریب قریب وهی تها جو کمیٹی اصلاح ندوة العلما منعقده لکهنؤ کا تها' هم ارکان ندوه بندگان حضور میں اس امر کا اظہار کردینا اپنا فرض سمجهتے هیں که واقعی اور اصلی غرض کمیٹی اصلاح لکهنؤ و نیز جلسه منعقده دهلی کی یه تهی جسکا وه اعلان نهیں کر سکے که علامه شبلی جو اپنی غلطی سے مستعفی هوگئے هیں پهر اپنے عهده پر بحال هو جائیں - جیسا که اون تجاویز سے جو بانی جلسه دهلی جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خانصاحب کے خط مورخه ۱۶ - اپریل و ۵ مئی - سے ظاهر هوتا هے - جو نقائص ابتک دار العلوم میں عام طور سے ظاهر کیے گئے هیں' جهانتک انکی اصلیت هے وه سب زمانه استعفا علامه شبلی کے قبل کے هیں' کیونکه یهه اعتراضات استعفا کے معاً تین دن کے بعد شروع هوے هیں' اور ظاهر هے که تین دن میں کوئی تبدیلی نصاب درس اور طریقه تعلیم اور مدرسین میں نهیں هوئی- چنانچه اسیوجه سے مجبوراً کمیٹی منعقده دهلی نے اپنی کل قوت موجوده دستور العمل ندوة العلماء پر اعتراضات کرنے پرصرف کردی' اور ایک نیا دستور العمل بغرض واسطے غور و بحث کے دفتر ندوه میں بهیجدیا -

دستور العمل کے متعلق ارکان ندوة العلماء یهه عرض کردینا مناسب سمجهتے هیں که همکو دو تین سال پہلے اس بات کا خود احساس هوا که ندوة العلماء اور دار العلوم کی ترقی پذیر مالیت کے لحاظ سے دستور العمل میں ترمیم کرنیکی حاجت هے' جیسا که عموماً ایسے بڑے کامونمیں عمل کے بعد دستور العمل میں ترمیم کرنیکی ضرورت پیش آیا کرتی هے - چنانچه اوسکی ترمیم کیلیے چند قانون داں ارکان کی ایک سب کمیٹی قائم کردی گئی جو اسپر غور کر رهی تهی' اور اب اسکو مکمل کر کے دفتر ندوه میں بهیجدیا هے جسکی اشاعة عام کر دیگئی هے' اور اخبارات میں اظہار راے کیواسطے بهیجدیا گیا هے - واقعات مندرجه بالا سے حضور پر بخوبی واضح هوگا که :

(۱) انتظام موجوده آخر جولائی سنه ۱۳ سے قائم هے

(۲) ارکان موجوده کو کافی موقع اس بات کا نهیں دیا گیا که وه دار العلوم کی اصلاح و ترقی کرتے -

(۳) اسٹرائک طلبه دار العلوم سے جو نتیجه نقائص انتظام موجوده کا ملک اور قوم پر ظاهر کیا گیا هے' وه در اصل نتیجه اوس نا جائز کارروائی کا تها جو اعلامیه ذاتی کی بنا پر طلبه پر اثر ڈالکر اس غرض سے کی گئی که قوم میں ایک شورش پهیلا کر یه دکهایا جاے که علامه شبلی کا وهاں سے علحده هونا اغراض و مقاصد ندوه کے بالکل خلاف هے' اور انکو بحال هونا چاهیے -

(۴) کمیٹی اصلاح منعقده لکهنؤ و منعقده دهلی کا اصل مقصد بهی یهی اغراض تهے' جو حاذق الملک کے خط سے صاف ظاهر هوتے -

(۵) جو کام اصلاح کا که کمیٹی دهلی نے جسمیں کمیٹی اصلاح لکهنؤ بالاخر ضم هوگئی اسوقت کیا اور وه اس سے زیاده کچهه نهیں کرسکتی تهی وه یه هے که کمیٹی مذکور نے ایک نیا دستور العمل واسطے غور و بحث ارائین ندوه کے بنایا حالانکه خود ارائین اس کام کو کررهے تهے

حضور عالیه نے امداد شاهانه اس خیال پر که ندوه میں نقائص هیں اور جب تک که وه بذریعه کمیٹی اصلاح رفع نه هوجاے ملتوی فرمائی تهی -

اب چونکه کیفیت و نتیجه کمیٹی اصلاح کا معلوم هوگیا اسلیے اسکے اجرا کی جانب بندگان حضور کی توجه مبذول فرمانے کی درخواست کیجاتی هے - دوسرے یه امر بهی قابل غور حضور هے که جب قوم میں شورش پیدا کردی گئی هے اور اوسکی وجه سے ارائین اسقدر چنده بهی بمشکل جمع کرسکتے هیں جو هر سال معمولا جمع هوا کرتا تها' تو ایسے نازک وقت میں امداد شاهانه کے ملتوی هوجانے کا یهی نتیجه هوگا که جو اصلاحیں همارے اراده میں هیں اور هم کررهے هیں وه نه کرسکیں اور خدا نخواسته یه مذهبی دارالعلوم بند هوجاے' اور اگر کسیوجه سے تهوڑے دنوں کے لیے دارالعلوم بند هوگیا تو پهر اس کا از سر نو زنده هونا بلحاظ همارے قومی اور مذهبی حالات کے بهت دشوار هوگا لهذا هم ارائین ندوه عرض پرداز هیں که حضور عالیه بلحاظ شکسته حالی و بلحاظ اس امر کے که ایسے درسگاه کا بوجه قلت سرمایه بند هوجانا اوسکے قومی اور مذهبی اغراض کے بالکل خلاف هوگا' امداد شاهانه کو جو معرض التواء میں هے حکم نفاذ جاری فرمائیں -

آفتاب دولت و اقبال تاباں و درخشاں باد

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

حسب دار الهلال کی ایجنسی میں نهایت معقول هے

درخواست میں

جادی ایجیے - دعوة حق کے اعلان اور

هدایت اسلامی

کی تبلیغ سے بڑهکر آج کوئی مجاهده دینی نهیں هے -

اسپر نفع مالی مستزاد ،

المراسلة والمناظرة

الاعتصاب في الاسلام

(دفع مطاعن و ازالۂ شکوک)

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے اعتراضات کا خلاصہ یہ ہے کہ نتیجہ نمبر (۱) و نتیجہ نمبر (۷) میں تناقض ہے، لیکن میں نے ضعیف گروہ کے مقابلے میں قوی گروہ کی اسٹرائیک کو قطعاً ناجائز نہیں کہا بلکہ صرف عدم اولویت کا مدعی ہوں جیسا کہ نتیجہ اول میں "سزاوار" کا لفظ دلالت کرتا ہے، اور اسی قرینۂ صحیحہ کی بناپر "جائز نہیں" کا فقرہ اپنے حقیقی مفہوم میں مستعمل نہیں ہوا ہے بلکہ مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے "مناسب نہیں" کا فقرہ لکھا تھا جو دفتر میں شاید بدل دیا گیا۔ اس بنا پر آنحضرت کا طرز عمل نتیجہ اول کا مناقض نہیں کیونکہ تناقض صرف امتناع و امکان وقوع میں ہو سکتا ہے نہ کہ عدم اولویت و وقوع میں، کیونکہ ہر خلاف اولی فعل جائز ہوسکتا ہے۔

میں نے پہلا نتیجہ قریش اور حضرت ابوبکر کے طرز عمل سے نکالا تھا۔

قریش کی اسٹرائیک تو بالکل اغراض فاسدہ پر مبنی تھی، لیکن حضرت ابوبکر کا طرز عمل بھی ذاتی انتقام کے اثر سے خالی نہ تھا۔ اسلئے خدا نے انکو روک دیا، مدرسین و منتظمین مدرسہ بھی ذاتی اقتدار ہی کے قائم رکھنے کے لیے طلباء کا کھانا وغیرہ بند کردیتے ہیں، اسلیے حضرت ابوبکر کے طرز عمل پر اسکو قیاس کرکے خلاف اولی قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ نہی کیلیے کم از کم عدم اولویت ضروری ہے، لیکن آنحضرت کا طرز عمل بالکل جمہوری اصول پر مبنی تھا اسلیے وہ خلاف اولی بھی نہیں ہے "لم ینتقم لنفسه الا ان تنتهك حرمة الله" کی شان یہاں بھی قائم ہے۔

اخلاق کے ابواب میں عدل کے ساتھ ایک باب احسان اور عفو و درگذر کا بھی ہے، اور اسکی توقع صرف بزرگوں سے ہوسکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کسی بڑے شخص نے چھوٹے سے قطع تعلق کیا ہے تو اخیر میں اسکو ندامت ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ نے ایک مرتبہ حضرت ابن زبیر سے قطع کلام کردیا اور مدتوں ان سے نہ بولیں، لیکن بعد میں جب کبھی انکو یہ افسوسناک واقعہ یاد آتا تھا تو اس قدر روتی تھیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا تھا (۱) لیکن چھوٹوں نے جب اس قسم کا قطع تعلق کیا ہے تو اسپر انکو کوئی ندامت نہیں ہوئی۔ حضرت فاطمہ نے [illegible] حضرت ابوبکر سے قطع کلام کرلیا اور ان سے تادم مرگ نہ بولیں لیکن انکو اس پر کچھہ افسوس نہیں ہوا (۲) یہ بات کہ آنحضرت نے کعب ابن مالک سے بحیثیت استاد کے قطع تعلق کیا تھا تو یہ تاویل بارد ہے۔ آنحضرت کی جامع حیثیت صرف نبوت ہے، خلافت، تعلیم، قضاءت، امامت وغیرہ اسی کی شاخیں ہیں، جہاد کا تعلق صرف نبوت یا خلافت ہی سے ہوسکتا ہے، آپ کی استادانہ حیثیت کو اس میں کچھہ دخل نہیں ہے، کیونکہ میدان جہاد دیوبند کا مدرسہ نہیں تھا جہاں آپ تعلیمی

(۱) بخاری مطبوعہ بولاق جزو ۸ ص ۲۰ کتاب الادب
(۲) بخاری جزو ۸ ص ۱۴۹ کتاب الفرائض۔

اسٹرائیک کرتے، اور قریش نے تو آپ کو سرے سے استاد ہی تسلیم نہیں کیا تھا۔ یہ تو اعتراف نبوت کے بعد کی منزل تھی لیکن صلح حدیبیہ میں تو ایک صاف گو شخص نے کہدیا تھا کہ اگر ہم آپکو "رسول الله" مانتے تو آپ کی راہ میں رکاوٹ ہی کیوں پیدا کرتے۔ آنحضرت کی کچھہ دنیوی حیثیتیں بھی تھیں جیسا کہ آپ نے تابیر نخل کے معاملے میں علانیہ اعتراف کیا تھا "انما انا بشر مثلكم" جب حضرت عائشہ آپ سے ناراض ہوکر آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی تھیں (۳) تو اس وقت آپ انکے استاد نہیں ہوتے تھے، واقعہ ایلا میں جب آپ ایک مہینہ تک حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے تک نہیں، تو آپ کا یہ قطع تعلق استادانہ نہ تھا بلکہ ذاتی تھا (۴) "انما بعثت معلما" کا فقرہ بھی آپ نے خاص اس حالت میں کہا تھا جب صحابہ کے دو گروہوں میں سے ایک گروہ مصروف تلاوت قرآن تھا (۵) اسلیے آنحضرت کے تمام اعمال کو صرف آپ کی معلمانہ حیثیت میں محدود کردینا صحیح نہیں۔

لیکن مولانائے موصوف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ مجھکو مدعی سمجھتے ہیں حالانکہ میں مدعاعلیہ ہوں، میں نے مضمون کے اول ہی میں ظاہر کردیا ہے کہ میں مدعیان عدم جواز اسٹرائیک کے دلائل پر نقد و بحث کر رہا ہوں، ان لوگوں نے ایک دلیل یہ قائم کی تھی کہ "اسٹرائیک یورپ کی پیداوار ہے" اب نقض دلیل کیلئے میرا فرض صرف یہ تھا کہ اشتمالی طرز عمل سے اسٹرائیک کی مثالیں فراہم کرتا اسلیے میں نے پہلے دیہاتیوں کی مثال دی، پھر قریش کے طرز عمل کو پیش کیا۔ حضرت ابوبکر کے واقعہ کا ذکر بھی اسی حیثیت سے کیا کہ گو وہ اصطلاحی اسٹرائیک نہیں ہے، لیکن جب استاد کو باپ فرض کرکے انکے حقوق کو حقوق والدین پر قیاس کیا جاتا ہے حالانکہ آنحضرت، صحابہ، بلکہ تابعین و تبع تابعین نے بھی اساتذہ کو باپ نہیں کہا ہے، تو ہم اشتراک علت کی بنا پر اسٹرائک کو بھی حضرت ابوبکر کے طرز عمل پر قیاس کرسکتے ہیں، اسکے بعد آنحضرت کے جمہوری طرز عمل سے اسکی تائید کی، لیکن اس واقعہ کو صرف اس حیثیت سے پیش کیا تھا کہ وہ ارشاد میں واقع ہوا تھا۔ اسکی شرعی حیثیت مقصود بالذات نہ تھی، گو اس سے شرعی استدلال بھی کیا جاسکتا تھا نتائج کا استنباط بھی تبعاً واستطراداً تھا۔ اسلیے اگر کل نتائج غلط ثابت ہوجائیں تو نفس واقعہ کو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا، اسکی تردید کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو اس واقعہ کو سرے سے غلط ثابت کیا جائے یا عرب کو یورپ کے نقشہ میں دکھایا جائے، اسٹرائیک کو میں نے مطلق کہا ہے، کیونکہ فطرۃ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور میرے نزدیک اسٹرائیک کی یہی دلیل ہے، کیونکہ کسی شرعی دلیل سے اسکا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اخیر میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت نے بحیثیت استاد کے کعب ابن مالک سے قطع تعلق کیا تھا لیکن یہ کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ آنحضرت کے افعال کی تقلید صرف اساتذہ ہی کرسکتے ہیں۔ طلباء نہیں کرسکتے؟ اگر آنحضرت کے افعال اساتذہ کیساتھہ مخصوص ہیں، تو طلباء کو نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ سے بھی آزاد کردینا چاہیے، حالانکہ ندوہ کی اسٹرائک کے دوران میں انہی فرائض کی عدم پابندی کی بنا پر طلباء کو بدنام کیا گیا تھا۔ (عبد السلام ندوی)

(۳) بخاری جزو ۸ ص ۲۱ کتاب الادب
(۴) بخاری جزو ۵ ص ۱۱۹ کتاب المغازی
(۵) سنن ابن ماجہ ص ۳۳ کتاب العلم۔

printed And published by A. K. AZAD, at the HILAL Electrical ptg. and publg. House, 14 Mclod Street, CALCUTTA.